خواتین کا ترجمان

ماہنامہ

لکھنؤ

رضوان

Rs. 30

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی مقبول معروف کتابیں

کاروانِ زندگی

ایک معلم، مصنف، مورخ، داعی اور رہنما کی سرگذشت حیات

جس میں ذاتی زندگی کے مشاہدات و تجربات، احساسات و تاثرات اور ہندوستان اور عالم اسلام کے واقعات و حوادث و تحریکات و شخصیات کے مطالعہ کا ماحصل اس طرح گھل مل گیا ہے کہ وہ ایک دلچسپ و سبق آموز آپ بیتی اور ایک مورخانہ و حقیقت پسند جگ بیتی بن گئی ہے اور چودہویں صدی ہجری، بیسویں صدی عیسوی کی تاریخ و سرگذشت کا ایک اہم باب محفوظ ہوگیا۔

☆ ایک تاریخی دستاویز۔ ☆ ادبی مرقع۔ ☆ دعوت فکر و عمل۔

(فوٹو آفسیٹ کی بہترین کتابت وطباعت سے آراستہ)

قیمت کاروان زندگی حصہ اول	260
قیمت کاروان زندگی حصہ دوم	350
قیمت کاروان زندگی حصہ سوم	220
قیمت کاروان زندگی حصہ چہارم	350
قیمت کاروان زندگی حصہ پنجم	200
قیمت کاروان زندگی حصہ ششم	240
قیمت کاروان زندگی حصہ ہفتم (مع ضمیمہ)	275
قیمت کاروان زندگی مکمل سیٹ	1895

خواتین اور دین کی خدمت

مسلم خواتین کی کیا ذمہ داریاں ہیں، ان کے دینی و سماجی فرائض کیا ہیں وہ کس طرح دین کی خدمت کر سکتی ہیں، آخر میں مولاناؒ کی والدہ ماجدہ کے وہ تربیتی خطوط ہیں جو انھوں نے مولاناؒ کے نام ان کی تعلیم کے دوران لکھے تھے۔

قیمت Rs. 100

ذکرِ خیر

حضرت مولانا کی والدہ ماجدہؒ کے حالات زندگی خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے۔

قیمت Rs. 80

دو ہفتے ترکی میں

ترکی کا سفرنامہ اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا شگفتہ و دلآویز طرز بیان۔

قیمت Rs. 30

کاروان ایمان وعزیمت

قافلۂ مجاہدین یعنی حضرت سید احمد شہیدؒ قدس سرہٗ کی تحریک اصلاح و جہاد سے تعلق رکھنے والے اصحاب علم و فضل و عزیمت کا تذکرہ جس سے مسلمانوں کی تاریخ دعوت و عزیمت کا ایک روشن باب سامنے نظر آتا ہے۔

(خوبصورت کتابت وطباعت)

قیمت: Rs. 150

سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ

عہد حاضر کی مشہور دینی شخصیت اور عارف باللہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے حالات زندگی، ان کی شخصیت، ان کی نمایاں صفات، انداز تربیت، توازن و جامعیت، تعلق مع اللہ، خلوص و محبت، فیض و تاثیر اور معرفت و سلوک کا ایمان افروز تذکرہ۔

قیمت Rs. 300

مکتبہ اسلام، رؤف مارکیٹ، گوئن روڈ، لکھنؤ ۱۸ Mobile: 9453949221

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ

سرپرست: مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
حضرت مولانا محمد حمزہ حسنی ندوی

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

خواتین کا ترجمان

مارچ/ ۲۰۲۴ء
March 24

جلد نمبر ۶۷ — شمارہ نمبر ۳

بانی
حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ
مجاز بیعت حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر
سید رشید احمد حسنی ندوی
Mobile : 9794498983

مجلس مشاورت
- میمونہ حسنی
- جعفر مسعود حسنی
- مسعود حسن حسنی
- عائشہ حسن حسنی

مجلس ادارت
- شمامہ حسن حسنی
- منصور حسن حسنی
- خلیل احمد حسنی
- سعید احمد حسنی

سالانہ زر تعاون

برائے ہندوستان :	۳۰۰/روپے
غیر ملکی ہوائی ڈاک :	۴۰/امریکی ڈالر
فی شمارہ :	۳۰/روپے
لائف ٹائم خریداری :	۸۰۰۰/روپے

نوٹ
خط وکتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر اور مکمل صاف پتہ ضرور لکھیں، اگر مدت خریداری کے ختم ہونے کے وقت کی پرچی پتہ کی چٹ پر لگی ہو تو براہ کرم مدت خریداری ختم ہوتے ہی رقم ارسال فرمائیں۔ (منیجر)

قارئین رضوان سے گذارش ہے وہ اپنا سالانہ چندہ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ میں جمع کرسکتے ہیں۔
Bombay Mercantile Co-operative Bank, Lucknow-18
Name of Account "RIZWAN MONTHLY", Account No. : 205110100005299
IFSC Code : BMCB0000049

ڈرافٹ پر RIZWAN MONTHLY لکھیں

زر تعاون اور خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ رضوان
۱۷۲/۵۴، محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ
پن کوڈ: ۲۲۶۰۱۸

Rizwan (Monthly)
172/54, Mohammad Ali Lane
Gwynne Road Lucknow
Pin:226018- Mobile: 9415911511, 9794498983

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن کے لیے کاکوری آفسیٹ پریس میں چھپواکر دفتر رضوان محمد علی لین سے شائع کیا

website: rizwanmagazine.in

فہرست مضامین

اپنی بہنوں سے .... رشید احمد حسنی ندوی 5
مایوس تو مجھ کو نہ کر مشہور ہے تیرا کرم .... خیر النساء بہترؒ 6
توحید .... علامہ حکیم سید عبدالحیؒ 7
اسلام میں عورتوں کا مقام اور ان کی خدمات .. حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ 8
صحابۂ کرامؓ کی زندگی میں محبت وفدائیت ..... حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندویؒ 12
اطاعت رسول ﷺ .... حضرت مولانا محمد حمزہ حسنی ندویؒ 18
اسلام کے جدا جدا محاذ .... ڈاکٹر اکرم ندوی 19
مدد کا استحقاق کیوں کر؟ .... حضرت مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی 23
عالم جل رہا ہے برس کر بجھائیے .... مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی 25
زائرین حرم .... امۃ اللہ تسنیمؒ 27
سوال وجواب .... مولانا مفتی راشد حسین ندوی 28
کیا دینی وعصری تعلیم کی تقسیم درست ہے؟ .... محمد قمر الزماں ندوی 30
شیطان کی گرفتاری .... سیدہ امامہ حسنیؒ 33
اسلام میں عورتوں کی خدمات .... سیدہ میمونہ حسنی 34
صحابۂ کرام اور حضور ﷺ .... خلیل احمد حسنی ندوی 35
غلو اور انتہاء پسندی .... محمد امین حسنی ندوی 38
تسلیم ورضا دنیا وآخرت کی کامیابی .... سعید احمد حسنی ندوی 39
امت مسلمہ کی شہزادیوں کو چاند نہیں سورج .... محترمہ آمنہ حافظ عمران 40

اپنی بہنوں سے

اداریہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر چیز کے لئے کوئی شرافت وافتخار ہوا کرتا ہے، جس سے وہ تفاخر کرتا ہے، میری امت کے لئے رونق وافتخار قرآن شریف ہے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پڑھنا سیکھا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دی'' (بخاری)

قرآن شریف پڑھنا خواہ زبانی ہو یا تلاوت، اسی طرح قرآن شریف کی تعلیم دینا خواہ زبانی ہو یا دیکھ کر پڑھنے سے، ان کا تعلق زبان سے ہے، گویا انسان کو بہتر اور مبارک بنانے والی یہی زبان ہے جو کلمات الٰہیہ اور آیات قرآنی کے ذریعہ خیر وبرکت عطا کرتی ہے۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن شریف پڑھو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا''۔

قیامت میں مؤمن کے لئے شفاعت اور سفارش ایک بڑی نعمت ہے، یہ جس کو حاصل ہو جائے اس کی خوش قسمتی کا کیا ٹھکانا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کے لئے شفیع تو بنیں گے ہی، قرآن شریف کی تلاوت بھی اپنے پڑھنے والوں کے حق میں سفارشی ہوگی، مبارک ہے وہ زبان جو ان آیات قرآنی سے تر وتازہ رہے اور سفارشی بننے کا ذریعہ بنے۔

جو لوگ روانی سے قرآن شریف نہیں پڑھ پاتے، لکنت کی وجہ سے یا اور کسی سبب سے، قرآن شریف کو اٹک اٹک کر پڑھ پاتے ہیں، ان کو دل گرفتہ ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے حال میں پڑھنا اور زیادہ موجب اجر وثواب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن کے ماہران ملائکہ کے ساتھ ہیں جو میر منشی ہیں اور نیک کار اور جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا رہے اور اس میں دقت اٹھاتا ہے اس کو دوہرا اجر ملے گا''۔ (بخاری)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تقویٰ کا اہتمام کرو کہ وہ تمام امور کی جڑ ہے'' میں نے عرض کیا کہ اس کے ساتھ کچھ اور بھی ارشاد فرمائیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن شریف کی تلاوت کا اہتمام کرو کہ دنیا میں یہ نور ہے اور آخرت میں ذخیرہ'' (ابن حبان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کہ کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں مجتمع ہو کر کلام پاک کی تلاوت اور اس کا ورد نہیں کرتی مگر ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے، اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ ان کا ذکر ملائکہ کی مجلس میں فرماتا ہے''۔ (مسلم، ابوداؤد)

وہ زبان بڑی مبارک ہے جو قرآن کریم کی تلاوت سے ہمہ وقت سرشار رہے اور لذت یاب ہو۔ ہم کو چاہیے کہ سوتے وقت، بیدار ہوتے وقت، خلوت میں، جلوت میں، ہر پریشانی کے وقت، آسانی اور فراخی، تنگی ومصیبت کے ہر زمانہ میں ورد زبان رکھیں اور کلام الٰہی کو اپنا وظیفہ زندگی بنالیں، اور تلاوت قرآن شریف سے اتنی مناسبت پیدا کرلیں کہ وہ ہمارے رگ وریشہ میں سما جائے اور بے ساختہ وبے اختیار زبان پر جاری رہے۔

رشید احمد حسنی ندوی

مایوس تو مجھ کو نہ کر مشہور ہے تیرا کرم

خیرالنساء بہترؔ

اے بادشاہ دو جہاں مجھ پر بھی کر فضل و کرم
ہوکر تری جاؤں کہاں کس سے کہوں یہ درد وغم

تجھ سے مری فریاد ہے، اے بیکسوں کے داد رس
مجھ کو نہ کر دنیا میں تو اب مبتلائے رنج وغم

تیری صفت رحمان ہے او رہے صفت تری رحیم
ضائع نہیں کرتا ہے تو محنت کسی کی بیش وکم

اپنے کلام پاس میں لا تقنطوا تو نے کہا
کیوں کر نہ تیرے قول پر یارب رہوں ثابت قدم

آ کر ترے دربار میں کہتی ہوں روکر اے کریم
مایوس تو مجھ کو نہ کر مشہور ہے تیرا کرم

یہ سرسر دربار ہے اے مالک مختار تو
چاہے کرے لطف وکرم چاہے کرے یہ سر قلم

تیرا ہی یہ دربار ہے آتے ہیں سب شاہ وگدا
پھر تا نہیں خالی کوئی کرتا ہے تو سب پر کرم

ذرہ کوگر چاہے تو ہی پل میں کرے رشک قمر
تیری صفت یہ دیکھ کر کیوں حوصلہ ہو میرا کم

تو قادر ذی شان ہے، شہرت ہے تیرے فضل کی
بہتر نہ اب غمگین ہو اس پر بھی ہو تیرا کرم

علامہ حکیم سید عبدالحیؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

توحید

نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ ہے

حضرت عابس بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ حجر اسود چوم رہے تھے، اور کہہ رہے تھے کہ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے، نہ نفع پہنچا سکتا ہے، نہ نقصان، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو چومتے نہ دیکھتا تو میں بھی نہ چومتا (بخاری ومسلم)

حلال وحرام کرنے کا حق صرف اللہ تعالی کو ہے

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (فرماتے ہیں) کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے گلے میں سونے کا صلیب پڑا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عدی! اس بت کو (اپنے گلے سے اتار کر) پھینک دو، پھر میں نے آپ کو سورہ براءت کی یہ آیت پڑھتے سنا (اتخذوا احبارهم ورهبانهم من دون الله) انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر عالموں اور راہبوں کو خدا بنالیا، پھر ارشاد فرمایا، وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے، لیکن جب وہ کسی چیز کو حلال کردیتے تو یہ لوگ اس کو حلال سمجھنے لگتے اور جب کسی چیز کو ان پر حرام کرتے تو یہ اس کو حرام سمجھتے (ترمذی)

غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنے کی ممانعت اور رسول اللہ ﷺ کی حکیمانہ گفتگو

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ الأنصاری رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں (مقام) حیرہ گیا تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں، میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے، اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا، (اے اللہ کے رسول) میں حیرہ گیا تھا تو میں نے وہاں یہ دیکھا کہ وہ لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں، آپ تو (کہیں زیادہ) حقدار ہیں کہ ہم آپ کو سجدہ کریں، آپ نے مجھ سے فرمایا، یہ بتاؤ کہ اگر تم میری قبر کے پاس سے گذروگے تو کیا اس کو سجدہ کروگے؟ میں نے عرض کیا، نہیں، تب آپ نے فرمایا، تم لوگ ایسا نہ کرو۔

اللہ کی ذات ہر عیب ونقص سے پاک ہے، اس کو کسی مخلوق پر قیاس نہیں کیا جاسکتا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور عرض کیا کہ حضور لوگ پریشان ہیں، اہل وعیال بھوکے ہیں، مال ختم ہوگیا، جانور مرگئے، آپ اللہ سے ہمارے لیے بارش کی دعا فرمائیے، ہم آپ سے اللہ کے دربار میں سفارش کی درخواست کرتے ہیں اور اللہ سے آپ کے دربار میں سفارش چاہتے ہیں، یہ (سن کر) آپ ﷺ نے اللہ کی تسبیح وتقدیس بیان کی اور برابر سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے یہاں تک کہ اس کا اثر صحابہ کرام کے چہروں پر ظاہر ہونے لگا، پھر آپ نے فرمایا، تمہارا برا ہو، اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے لیے اللہ تعالی سے سفارش نہیں چاہی جاسکتی، اللہ کی شان اس سے بہت بلند وبالا ہے (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ کا اپنی جانب غیب دانی کی نسبت کرنے سے منع کرنا

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اور شب زفاف میں اس طرح میرے بستر پر بیٹھے جیسے آپ بیٹھے ہوئے ہیں، (اتنے میں) ہماری کچھ بچیاں دف بجانے لگیں اور ہمارے آباء واجداد میں سے جو لوگ کام آئے تھے ان کی مرثیہ خوانی کرنے لگین، اتنے میں ایک لڑکی نے کہا، اور ہم میں ایک ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، یہ چھوڑ دو (مت کہو) وہ کہو جو تم کہہ رہی تھیں۔

مرشد الامت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

اسلام میں عورتوں کا مقام اور ان کی خدمات

قرآن مجید میں انسانوں کو عدل ومساوات، اخلاص عمل اور اعلی انسانی اقدار کی دعوت زندگی کے مختلف پہلوؤں کے لحاظ سے اس طرح دی گئی ہے کہ اپنے خالق ومالک رب العالمین کو اپنا رب ذوالجلال اور خدائے واحد مانتے ہوئے انسانی زندگی میں میل محبت اور اخلاص عمل کی راہ صاف نظر آتی ہے، انسان مرد ہو یا عورت، دونوں کو عزت واحترام کا پورا موقع دیا گیا ہے، جس کو انسانوں نے اپنے پروردگار کے بنائے ہوئے طریقہ کو بھلا کر اپنی نفسانیت اور ہوس کا طریقہ اختیار کرلیا تھا، اور اس کو ایسا حقیر درجہ دیدیا تھا کہ وہ خادمہ اور صرف خواہش اور رغبت پوری کرنے کا ذریعہ بن گئی تھی، قرآن مجید کے ذریعہ عورت کو مرد کی طرح عزت والی بتایا گیا اور اس کے مطابق خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح تلقین کی، اس طرح عورت کو وہ عزت ملی جس سے وہ مدت سے محروم چلی آرہی تھی۔

اللہ تعالی نے جب مرد کو پیدا کیا تو اس کے جوڑ کے لئے عورت کو پیدا کیا تاکہ ان دونوں کے میل جول سے انسانوں کی نسل پیدا ہو اور آبادی بنے، دونوں کے درمیان میل جول پیدا کرنے کا جذبہ ان کی خواہش کے ساتھ مربوط کردیا تاکہ دونوں کے درمیان اس میل جول کا جذبہ انسانی آبادی کے بننے میں مددگار بنے، اس کے لئے دونوں کے جسموں میں فرق رکھا، ایک فرق تو یہ رکھا کہ دونوں پوری طرح یکساں نہ ہوں، کہ آپسی اختلاف اور کشمکش پیدا کردے، دونوں کے درمیان کم از کم ایک ’’الف‘‘ کا اور دوسرا ’’ب‘‘ کا درجہ رکھتا ہو کہ نظام زندگی ٹھیک چلے، جسمانی طاقت اور بڑے کاموں کی صلاحیت مرد میں زیادہ ہے، اس لیے اس کو ’’الف‘‘ کا درجہ دیا۔﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ﴾[سورہ نساء:۳۴]۔

’’الف‘‘ اور ’’ب‘‘ کا فرق رکھنے کے ساتھ تاکید فرمائی گئی کہ ان کے درمیان حتی الوسع مساوات کا رویہ رکھا جائے اور عزت اور انسانی حیثیت میں برابر سمجھا جائے، اس کے لیے دونوں کو شرافت اور اعلی انسانی قدروں کا پابند بنایا اور اس کی تاکید کی، محبت اور ایک دوسرے کی آپس کی رواداری اور حقوق کی پاسداری کے لئے ضابطہ مقرر کیا، نسل انسانی کے بڑھانے کے لیے ان کے درمیان پختہ رفاقت قائم کرنے کا ذریعہ نکاح کو عہد وپیان کے ذریعہ بنایا﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ

اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ﴾[سورہ نساء: ۱]۔اور اگر دونوں کے درمیان تعلقات ایسے خراب ہوجائیں کہ ساتھ رہنا ناقابل عمل ہوتو نکاح کا تعلق معقول اور منصفانہ انداز میں ختم کردینے کا موقع بھی رکھا،اس میں ''الف'' کو معاہدۂ نکاح ختم کرنے کا حق اس کے مقررہ الفاظ ادا کرنے پر دیا گیا ہے اور''ب'' کو قاضی کے ذریعہ نکاح کا معاہدہ ختم کردینے کا حق دیا گیا ہے۔

اس طرح مرد وعورت کے درمیان اگر کوئی فرق مانا گیا ہے تو یا تو وہ دونوں کے جسموں کے درمیان جو خصوصیات الگ الگ رکھی گئی ہیں ان کا لحاظ رکھا گیا ہے،اور یا مرد پر عورت کی کفالت اور زندگی کے سب اخراجات برداشت کرنے کی جو ذمہ داری دی گئی ہے اس کے لحاظ سے اسکو پورا کرنے کی بناپر بڑائی دی گئی، ورنہ انسانی اور اخلاقی سطح پر کوئی فرق نہیں رکھا گیا، نہ تو دین کے احکام ومسائل میں، فرائض وعبادات میں، عقائد میں اور علمی ومعاشرتی حقوق میں قرآن مجید میں جہاں جہاں عورت کا ذکر ہے عورتیں کمتر قرار نہیں دی گئیں اور انہیں نظرانداز بھی نہیں کیا گیا، نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور اس کے علاوہ دین کے دوسرے مسائل وعبادات میں وہ برابر کی شریک ہیں ﴿فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ أَنِّیۡ لَا أُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ أَوۡ أُنۡثَى بَعۡضُكُمۡ مِّنۡ بَعۡضٍ﴾[سورہ آل عمران:۱۹۵]﴿مَنۡ عَمِلَ صَالِحاً مِّنۡ ذَكَرٍ أَوۡ أُنۡثَى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ أَجۡرَهُمۡ بِأَحۡسَنِ مَا كَانُوا يَعۡمَلُونَ﴾[سورہ نحل:۹۷]۔

اور سورۂ توبہ اور سورۂ احزاب جس نے پڑھی ہے اس کو معلوم ہے، خاص طور سے سورۂ احزاب میں عورتوں کا صیغہ مردوں کے صیغہ کے ساتھ بار بار استعمال کیا گیا ہے، حالانکہ ایک مرتبہ کہہ دینا کافی تھا،اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کا حصہ برابر ہے، اگر ایک مرتبہ کہتے تو یہ ہوسکتا تھا کہ اس میں تو عورتیں مردوں کے شریک ہیں، لیکن اس میں شریک نہیں، ہوسکتا ہے اس چیز میں عورتوں کا حکم الگ ہو،اس لئے بار بار عورتوں کا صیغہ مرد کے صیغہ کے ساتھ استعمال کیا گیا کہ دین کے سارے احکام میں عورتیں مردوں کے شریک ہیں۔

﴿إِنَّ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمَاتِ وَالۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ وَالۡقَانِتِیۡنَ وَالۡقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِیۡنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِیۡنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالۡخَاشِعِیۡنَ وَالۡخَاشِعَاتِ وَالۡمُتَصَدِّقِیۡنَ وَالۡمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِیۡنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالۡحَافِظِیۡنَ فُرُوجَهُمۡ وَالۡحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِیۡنَ اللّٰهَ كَثِیۡراً وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَأَجۡراً عَظِیۡماً﴾ [سورہ احزاب: ۳۵–۳۶]۔

(بے شک اسلام کے کام کرنیوالے مرد اور اسلام کا کام کرنے والی عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور فرمانبرداری کرنیوالے مرد اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں،صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں،اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں،اور خیرات کرنے

والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور بکثرت خدا کو یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ تعالی نے مغفرت اور اجر عظیم تیار رکھا ہے)۔

یہ صیغہ بار بار اس خیال کو دور کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے، ورنہ ایک مرتبہ کہہ دینا بھی کافی تھا۔

دنیا کے بہت سے مذاہب ایسے ہیں جس میں بعض کام مردوں کے ساتھ خاص ہیں، عورتوں کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے، بلکہ عورتیں اس کو ہاتھ تک نہیں لگا سکتیں، ان کا اس سے قریب ہو جانا یا پرچھائی پڑ جانا بھی اس کام کو برباد کر دیتا ہے۔

سومری، آشوری اور بابلی تہذیب میں عورت کی کوئی وقعت نہیں تھی، اور نہ اس کی رائے کا کوئی اعتبار تھا، حمورابی قانون میں عورت کو ناکردہ گناہوں کا مجرم ٹھہرایا جاتا تھا اور عورت کے بدلہ مرد کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔

چینی تمدن میں عورت نحوست اور بدبختی کی علامت سمجھی جاتی تھی، نہ تو وہ گھر سے باہر نکل سکتی تھی اور نہ کسی انسان کے چہرہ کو دیکھ سکتی تھی۔

یونانیوں کے نزدیک عورت ایک ناپاک مخلوق ہے، یونانی شاعر ہزیود کہتا ہے کہ عورت کو کتوں کی عقل دی گئی ہے، اور عورت مکر وفریب اور مکاری وعیاری کا نام ہے، یونانی مقرر ڈیموسٹن کہتا ہے کہ ہم فاحشہ عورتوں کو لذت اندوزی کے لیے استعمال کرتے ہیں، عورتوں کو اپنی جسمانی راحت کے لیے دوست بناتے ہیں اور عورت کو بیوی صرف بچے جننے کے بناتے ہیں۔

رومیوں کے نزدیک عورت نجس جانور ہے اس کے لیے عبادتگاہوں میں دخول ممنوع اور حرام ہے، اس لیے وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتی۔

منو کے قانون میں عورت ہمیشہ کمزور اور بے وفا سمجھی گئی ہے اور اس کا ذکر ہمیشہ حقارت کے ساتھ آیا ہے، شوہر مرجاتا گویا جیتے جی مرجاتی، اور زندہ درگور ہو جاتی، وہ کبھی دوسری شادی نہ کرسکتی، اس کی قسمت میں طعن وتشنیع اور ذلت وتحقیر کے سوا کچھ نہ ہوتا، بیوہ ہونے کے بعد اپنے متوفی شوہر کے گھر کی لونڈی اور دیوروں کی خادمہ بن کر رہنا پڑتا، اکثر بیوائیں اپنے شوہروں کے ساتھ ستی ہو جاتیں، ڈاکٹر لی بان لکھتا ہے:" بیواؤں کو اپنے شوہروں کی لاش کے ساتھ جلانے کا ذکر منوشاستر میں نہیں ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسم ہندوستان میں عام ہو چلی تھی، کیونکہ یونانی مؤرخین نے اس کا ذکر کیا ہے"۔

دنیا کا ایک بہت بڑا مذہب عیسائیت جس کے پیر دنیا میں شاید سب سے زیادہ ہیں، عیسائیت باوجود اس کے کہ وہ یورپ میں وہ بڑھی پھلی پھولی، اس میں عورتوں کو بہت سی چیزوں سے محروم رکھا گیا ہے۔

یورپ کے قرون وسطی میں ایک زمانہ ایسا گذرا ہے جس میں یہ تھا کہ عورت مالک نہیں ہوسکتی کسی چیز کی، اپنے حقوق ان کو حاصل نہیں تھے، وہ کسی زمین کی مالک ہوا ایسا نہیں ہوسکتا تھا، بہت سی عبادتیں اور فرائض ایسے تھے جو ان کے لئے ناجائز تھے اور لوگ عورتوں کے سایہ سے بھاگتے تھے،

بہت سی عورتوں اور بچیوں کو راہب بنا کر گرجاؤں میں بیٹھا دیا کرتے تھے، ان کی مائیں روتی تھیں، بلکتی تھیں، اور جب وہ انہیں ڈھونڈنے آتیں تو راہب ان کے سایہ سے بھاگتے تھے کہ کہیں ان کا سایہ نہ پڑ جائے۔

اور اب بھی یورپ کے شاندار تمدنی دور میں عورت کو الفاظ کے ذریعہ خوش تو کیا جاتا ہے، لیکن اس سے صرف کمتر اور چھوٹے کام لیے جاتے ہیں، اس بات کو ملازمتوں اور کاموں کے اعداد وشمار کے ذریعہ جانا جاسکتا ہے۔

یہ تو قرآن کا معجزہ ہے کہ اس میں اللہ تعالی نے سب چیزوں میں عورتوں کا بھی ذکر مردوں کے ذکر کے مطابق کیا ہے، اللہ تعالی نے ایک ایک چیز میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر کیا ہے، ہمت افزائی کے لئے بھی اور ان کا درجہ بڑھانے کے لئے بھی، اور بہت سے مسائل میں ان خیالات کو دور کرنے کے لئے بھی کہ شائد اس میں عورتوں کا حصہ ہو، اس میں نہ ہو، اس لئے اللہ تعالی نے عورتوں کا ذکر اسی سطح سے کیا ہے۔

فرمایا: اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں تاکہ یہ نہ سمجھا جائے کہ اللہ یاد صرف مردوں کے لئے ہے۔

اللہ تعالی نے قرب ومقبولیت کے جو درجے اپنے یہاں رکھے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ عورتوں کے لئے بند نہیں ہے۔

قرآن مجید کی اس توجہ دہانی کا ہی یہ اثر ہوا کہ مسلمان معاشرہ میں شوہر وبیوی ایک دوسرے کو برابر سمجھتے ہوئے معاملہ کرتے ہیں، مرد احساس برتری نہیں دکھاتا اور عورت احساس کمتری محسوس نہیں کرتی، مسلمانوں کی تاریخ بتاتی ہے کہ ایسی ایسی عورتیں ان میں گذری ہیں کہ بڑے بڑے مرد ان کی عزت اپنے بڑوں کی طرح کرتے تھے اور بعض بعض باکمال عورتوں کے پاس اس طرح حاضر ہوتے تھے جیسے غلام اور شاگرد۔

علم دین کی جو مقبولیت ہے اللہ کے یہاں اس میں بھی کسی عورت کو اس لئے پیچھے نہیں کیا گیا کہ تم ایک عورت ہو، اور یہ بات کسی ایک زمانہ کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ آپ ہر زمانہ میں ایسی بیویوں کے، ایسی خواتین کے نام پڑھیں گے کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے لوگ ان کا اکرام کرتے تھے، ان کی مجالس میں جاتے تھے۔ آپ نے بخاری شریف کا نام ضرور سنا ہوگا اور پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں کہ اس کے متعلق بڑے بڑے لوگوں کا اور بڑے بڑے عالموں کا یہ فیصلہ ہے کہ "أصح كتاب بعد كتاب الله الصحيح للبخاري" (اللہ کی کتاب کے بعد سب سے صحیح کتاب صحیح بخاری ہے)۔

اس بخاری کی روایت ہم تک کس ذریعہ سے پہنچی؟ یہ حضرت کریمہ کے ذریعہ سے پہنچی، حضرت کریمہ ایک محدث گذری ہیں، جن سے کئی آدمیوں نے حدیث سنی ہے اور خاص طور صحیح بخاری اور ہندوستان میں جو صحیح بخاری پڑھائی جاتی ہے وہ حضرت کریمہ ہی کی روایت سے ہے اور اس سے بڑھ کر کیا بات ہوسکتی ہے کہ سب سے اونچی کتاب جو سب سے آخر میں پڑھائی جاتی ہے اور اس کا پڑھانا کمال کی بات سمجھی جاتی ہے اس کی روایت ایک خاتون کے ذریعہ سب پڑھنے والوں کو پہنچی ہے۔

حضرت مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندویؒ (سابق معتمد تعلیم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی میں

محبت و فدائیت اور اتباع نبوی کے محیر العقول نمونے

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت طیبہ اور دین کی نصرت میں ان کے غیر معمولی کارناموں اور اسلام کے فروغ کے لئے ان کی ناقابل فراموش خدمات سے متعلق دار العلوم حیدرآباد پہلے ہی ایک انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد کرچکا ہے اور اسے پھر دوبارہ یہ سعادت حاصل ہورہی ہے کہ اس قدسی جماعت سے متعلق پھر بین الاقوامی سمینار منعقد کرے، جس جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت اٹھائی اور پھر آپ کے مشن کو جان ودل سے زیادہ عزیز رکھ کر راہ خدا میں سخت اذیتیں اٹھائیں اور قربانیاں دیں، گھربار چھوڑا، جہاد کیا، ہجرت کی اور دنیا میں دین کے پیغام کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور قرآن کی آواز کو عام کرنے کے لئے نکل پڑے، ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک ،عرب سے عجم تک اور جہاں ممکن ہوا وہ وہاں گئے اور جہاں خود نہ پہنچ سکے وہاں تابعین کو بھیجا، کچھ نے جام شہادت نوش کیا، کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ڈھال بنے، اور دنیا کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں جاکر اپنے اعلی اخلاق وکردار کے ذریعہ اسلام کی حقانیت ثابت کی، اور لوگوں کی تربیت کے ذریعہ ایمان ویقین دلوں میں راسخ کیا، اور ربانیت پیدا کی، صحابہ کرام کا قیامت تک آنے والی نسلوں پر ابدی احسان رہے گا، کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے یہ ایک حقیقت ہے، جس کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا، افسوس کی بات یہ ہے کہ جب ہم اسلام اور علوم اسلام کی خدمت کرنے والوں کی خدمات پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہتی کہ جو اہتمام اور توجہ ہمارے علماء نے علوم اسلامیہ وشرعیہ کے ساتھ کی وہ توجہ تاریخ کے ساتھ نہیں کی۔

جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ تاریخی روایات کو جمع کرنے اور ترتیب دینے کا کام ان لوگوں نے اپنے سر لیا جو ثقہ نہیں تھے، اور انہوں نے بے احتیاطی سے یہ کام کیا اور رطب ویابس سب جمع کرلیا جس میں مخالفین اسلام کی صحابہؓ سے متعلق ایسی من گھڑت باتیں بھی آگئیں جو ان کی صحیح تصویر نہیں پیش کرتی ہیں، اور ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ مستشرقین نے سیرت نبوی، سیرت صحابہ اور اسلامی تاریخ کے وہ پہلو اجاگر کیے جن سے لوگوں میں شکوک وشبہات پیدا ہوں، اور رائی کو پہاڑ بنانے کا کام کیا، اور ایک خاص فکر سے یہ کام جاری رہا، یورپ کے مصنفین نے بعض عرب ادباء کو اپنے قافلہ میں شامل کرکے اور زیادہ نقصان پہنچا دیا، خاص طور سے ڈاکٹر طہ حسین مصری ادیب اس میں نمایاں ہیں جنہوں نے بعض کبار صحابہ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو متہم کیا۔

قرآن کی گواہی

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اسلام

کے لئے قربانی، اللہ کی محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فدائیت اور ایک دوسرے کے لئے ایثار اور تعاون وہمدردی، زہد وعبادت، تواضع، نماز میں انہماک، توحید کی پختگی، کفر وشرک سے آخری درجہ کی نفرت، اللہ کی رضا اور اس کے فضل کی طلب، توبہ وانابت، اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے آگے جان دینے اور سب کچھ قربان کردینے کا جذبہ، خشیت اور اللہ کا خوف اور اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کا جذبہ، گناہوں سے اجتناب، طاعات کا شوق اور اس میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا اور جو عہد کرنا اس کو پورا کر دکھانا، یہ سب صفات وخصوصیات اور امتیازات اسی قدسی جماعت کے تھے جسے اللہ تعالی نے اپنے آخری نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت اور ان کے ساتھ جہاد وقربانی کے لئے تیار کی تھی اور اللہ تعالی نے قرآن مجید میں متعدد جگہ ان کے ان اوصاف کا ذکر کیا ہے، اور ان کو اپنی رضامندی کا پروانہ دیا ہے ﴿رضی الله عنهم ورضوا عنه وأعد لهم جنات تجری تحتها الأنهار خالدين فيها أبدا، ذلك الفوز العظيم﴾ (سورۃ التوبۃ: ۱۰۰)۔

احادیث نبوی میں فضائل صحابہ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق صحیح احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جس میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بہت اہمیت کا حامل ہے کہ ''خير الناس قرني ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم' ' (ترجمہ:.................) بخاری ومسلم۔

اور شروع کے صحابہ کا بعد کے صحابہ پر فائق اور زیادہ بلند مقام کے حامل ہونے کے لئے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کافی ہے کہ جس میں انہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احد کے بعد ایمان لانے والے صحابی اور شروع میں ایمان لانے والے صحابی کے سلسلہ میں کیا تھا: ''لا تسبوا أصحابي فو الذى نفسي بيده لو أنفق أحدكم مثل أحد ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه'' کہ میرے ساتھیوں کو برا نہ کہو جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی قسم کہ اگر تم میں کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرڈالے تو بھی ان کے برابر اور نہ نصف کو پہنچ پائے گا (بخاری ومسلم)۔

اور ایک حدیث میں اپنے طریقہ کی اتباع کے ساتھ میں خلفائے راشدین کے طریقہ کو اختیار کرنے کی وصیت فرمائی (روایت ترمذی) اور ایک روایت میں صحابہ کو ستاروں کے مانند فرما کر کہا: ''أصحابی کالنجوم بأنهم اقتديتم اهتديتم'' (جمع الفوائد ۲/۲۰۱) کہ جس کو ان میں سے نمونہ بناؤ گے کامیاب رہوگے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ تم میں جس کو آئیڈیل کی تلاش ہو صحابہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آئیڈیل بنالے، اور پھر وہ ان کے دلوں کی نیکی، ان کے علم کی گہرائی اور ان کی تصنع وتکلفات سے دوری اور ان کے بہتر حال اور اچھی سیرت وکردار کی تعریف کرتے اور کہا کرتے کہ یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ورفاقت کے لئے منتخب فرمایا، اقامت دین کے لئے چنا، اور فرماتے کہ ان کی فضیلت ومرتبہ کو سمجھو اور ان کی پیروی کرو۔

درحقیقت صحابہ سب کے سب

عادل اور تام الضبط ہیں، شریعت اسلامی کے مرجع ہیں اور تمام کے تمام فقہی مذاہب ومسالک انہی پر منتہی ہوئے ہیں، دین وشریعت میں انہی کا علم سب کے علم کی بنیاد ہے، ان سے محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے، اور اللہ کی رضا کا سبب اور آخرت میں اچھے انجام کا ذریعہ ہے، یہ رجال ہیں، لیکن ہماری اور آپ کی طرح نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ورفاقت نے ان کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا، وحی نازل ہوتی تھی، اس کا پس منظر ان کے سامنے ہوتا تھا، وحی کو یہ لکھنے والے ہوتے تھے، اور پھر اللہ نے قرآن مجید کے جمع وتدوین کا کام اسی قدسی جماعت سے لیا، عام امت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان یہی واسطہ ہیں، ان کو الگ کردیا جائے تو امت کا سلسلۂ نسب منقطع ہوجائے گا، نہ ہی ان کو الگ کرکے قرآن کو نہ ہی حدیث کو نہ ہی دین وشریعت اور فقہ وتاریخ کو سمجھا جاسکتا ہے، اور علامہ سیوطی کی یہ بات آب زر سے لکھی جانے والی ہے کہ صحابۂ کرام جرح وتعدیل سے اس لئے بھی بالاتر ہیں کہ وہ شریعت کے حامل ہیں، اگر ان کو بھی عدالت میں لایا جائے گا تو شریعت محمدی صرف عہد نبوی تک خاص ہوکر رہ جائے گی، اور زمانی ومکانی دونوں اعتبار سے ایک صدی اور ایک دائرہ خلافت میں محدود رہ جائے گی۔

صحابہ وہ تھے کہ جب اسلام کی دعوت پیش کی گئی تو انہوں نے اس پر اپنے ایمان ویقین کی بات کہی، اللہ تعالی ان کی بات نقل فرمائی کہ:"ربنا إننا سمعنا مناديا ينادي للإيمان أن آمنوا بربكم فآمنا" اور ان کا معاملہ یہ ہوا کہ اپنے کو پورے طور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کردیا، اور اسی طرح حوالہ کردیا کہ جہاں کردیا نرم نرما گئے وہ جہاں کردیا گرم گرما گئے وہ، ان کے لئے تکلیف تکلیف نہ رہی، اور جس میں ان کی پہلے خوشی تھی اس میں اللہ اور اس کے رسول کی خوشی نہ پائی تو خوشی خوشی اس خوشی کو فنا کردیا، چنانچہ ایمان بالغیب، للہی محبت، نبوی فدائیت، آپسی ایثار وتعاون، ایمان والوں کے لئے نہایت نرم دلی اور اہل کفر وشرک پر نہایت سخت، آخرت کو پیش نظر رکھنا، لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کی فکر اور حرص، کہ کس طرح لوگ سب کے سب ایک اللہ کے ہوکر رہیں، اور اسلام کے سایۂ عدل میں سیر کریں، کس طرح اللہ کا شوق اور جنت کی طلب پیدا ہوجائے، اور اس سے آگے دنیا ومافیہا نگاہوں سے بالکل گرجائے، یہی جذبہ اور حوصلہ تھا کہ جس سے صحابہ کو اپنی محبوب جگہ مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ میں رہنے نہ دیا اور وہ دور دور نکل گئے، وطن کو خیر آباد کہا، اور کفر وشرک کی جگہوں میں جاکر ایمان کی عطر بیز ہوا چلائی، توحید وایمان، عبادت وتقوی، اور سنت وطاعت کی حکومتیں قائم ہوئیں، اسلام دنیا کے چپہ چپہ میں پھیلتا چلا گیا، اور جہاں وہ گئے وہاں اسلام اپنی زبان وثقافت کے ساتھ گیا، اور وہ عجمی ملک عربی اسلامی ملک بنا گئے جہاں وہ خود نہیں گئے وہاں اسلام تو پہنچا، لیکن زبان وثقافت نہیں بدلی جس کی وجہ سے مشرکانہ رسوم اور جاہلی عادات وتقالید اپنا اپنا رنگ ظاہر کرتی رہیں۔

محبت وفدائیت کی چند مثالیں

محبت وفدائیت کی مثالیں بہت ہیں، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ زندگی میں جلوہ گر رہیں، خاص طور پر احد کی جنگ میں اس کی ایسی مثالیں

سامنے آئیں جس کی دنیا نظیر نہیں پیش کرسکتی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آجاتے تھے کہ دشمن کا تیر ان کو لگتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہتے، حضرت ابو طلحہ انصاری بھی سینہ سپر ہوئے اور دشمنوں پر ایسا وار کرتے کہ ان کے چھکے چھوٹ جاتے، اور بھی صحابہ کی یہی جاں نثاری تھی، انہی صحابہ میں ایک حضرت سعید بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

حضرت سعد بن أبی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہالی قرابت میں عزیز قریب تھے، اور ماموں ہوتے تھے، اور مستجاب الدعوات تھے، اس کی بڑی وجہ یہ پیش آئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہوکر یہ دعا دی:

"اللهم استجب لسعد إذا دعاك" اے اللہ سعد جب تجھ سے کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول فرما۔

دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فدائیانہ الفاظ پیش کرتے اور اس کے ذریعہ تعلق ومحبت کے دلی الفاظ کا اظہار کرتے، اس کے برعکس معاملہ پیش آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال کیا اور فرمایا:

"يا سعد ارم فداك أبي وأمي" اے سعد تیر چلائے جا، میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

اور یہ دعا بھی کی:

"اللهم اشدد رميته وأجب دعوته" اے اللہ! اپنے اس بندہ (سعد) کی تیر اندازی میں قوت وطاقت پیدا فرما دے، اور اس کی دعائیں قبول فرما۔

حضرت سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ جزیل صحابہ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، چنانچہ عراق اور پورا ملک فارس (ایران) حضرت سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت فتح ہوا، اور ایسی تاریخ رقم ہوئی جس کا تصور بھی محال تھا، جنگی مہارت اور فنون حربی سے واقفیت اور اقدامی صلاحیت کے باوجود افتراق اور تفرقہ کو بہت ناپسند کرتے، اور مسلمانوں میں تلوار اٹھانے تیر نکالنے پر کسی قیمت میں تیار نہ ہوئے، اسی وجہ سے جب حضرت علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ کے دور میں خانہ جنگی کی صورت حال پیدا ہوئی تو بیعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کرلی تھی، اور جنگ میں غیر جانبدار رہے، اور آب زر سے لکھی جانے والی بات کہی جو تاریخ میں محفوظ ہوگئی ہے، جو یہ تھی، کہ مجھے ایسی تلوار لا کر دے دو کہ اس سے میں کافر پر وار کروں تو اس کو وہ قتل کردے، اور اگر وہ (وار) مومن پر ہو تو کوئی اثر نہ کرے، (معارف الحدیث ۴۳۶/۸)۔

اطاعت وانقیاد کے نمونے

اطاعت وانقیاد کے نمونے صحابہ کی سیرت کا ایک بڑا ذخیرہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سے دعوت اسلام کا آغاز کیا اس وقت سے لے کر جب تک صحابہ روئے زمین پر موجود رہے آپ کے حکم ومنشا پر عمل کے لئے بے چین رہے، سخت سے سخت تکلیف دی گئی لیکن آپ کے دائرۂ اطاعت سے باہر آنا لمحہ بھر کے لئے برداشت نہ کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم نے یہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا کہ اب ان میں زندگی کی رمق باقی نہیں رہ گئی ہے اور جب ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی بات کہی تو لمحہ بھر کا بھی ان کو

پس وپیش نہ ہوا، بلکہ دیرینہ شوق پورا ہوا۔

اور پھر انہوں نے سفر میں تمام تر راحت پہنچانے کے سامان مہیا کئے، جنگ وقتال کی جو بات آئی تو صحابہ کی نمائندگی کرتے ہوئے حضرت مقداد نے اطمینان دلایا کہ ہم قوم موسی کی بات آپ سے نہیں کہیں گے کہ: "اذھب أنت وربك فقاتلا إنا ھاھنا قاعدون" اورہم تو آپ کے دائیں سے، بائیں سے، سامنے سے، پیچھے سے دشمنوں کا سمنا کریں گے، اور یہ بات تو قرآن نے صحابہ سے متعلق کہہ دی تھی ﴿رحماء بینھم﴾ کہ آپس میں بڑے ہی مہربان ہیں، لیکن جب انہی صحابہ میں سی تین صحابی سے گفتگو اور معاملات سے باقی صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قضیہ کے بعد روک دیا تھا تو سب کے سب حکم پاتے ہی بالکل ایسا دور ہوگئے جیسے ان تینوں سے کبھی کوئی تعلق ہی نہیں رہا، اور پھر ایک مدت گزرنے کے بعد جب تعلقات بحال کرنے کی بات دربار نبوی سے آئی تو ایسا باہم شیر وشکر ہوگئے کہ جیسے کبھی کوئی تلخی پیدا ہی نہیں ہوئی تھی۔

اور ایک شخص نے اپنی قوم میں جا کر صحابہ کی اس طرح تعریف کی تھی ہم بڑے بادشاہوں کسری وقیصر اور نجاشی کے دربار میں گئے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں کہ اس کے لوگ اس کی وہ تعظیم وتوقیر کر رہے ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں، واللہ إن ...... (زاد المعاد ۲۹۳/۳)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی یہ سوال نہیں کیا کہ آپ معجزات بھی دکھائیں اور جب جب معجزہ ظاہر ہوا ایک لمحہ کے لئے بھی انہیں شک وشبہ اور تردد نہ رہا، جیسا کہ اسراء اور معراج کا واقعہ ہے۔

کفار بڑے خوش ہو رہے تھے کہ اب صحابہ کیا کہیں گے، لیکن ان کے اس جواب نے قریش کو انگشت بدنداں کردیا کہ جب ہم اس پر معین کر چکے کہ جبرئیل علیہ السلام چند لمحات میں وحی لے کر آسمان سے زمین پر اتر آتے ہیں، اور پھر اوپر چلے جاتے ہیں تو ہم کیوں اپنے نبی کے اس اعزاز پر یقین نہ کریں جو اللہ نے ان کو ایک ہی رات میں عطا کیا۔

صحابہ کا امتحان

صحابہ کو سخت ترین امتحانات اور ابتلاء سے مختلف موقعوں پر گزرنا پڑا خود قرآن میں اجتماعی طور پر ان کے امتحان سے گزرنے کا ذکر ہے، جیسا کہ سورہ احزاب میں اللہ تعالی نے تذکرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا ہے کہ ھناک ابتلي المؤمنون وزلزلوا زلزالا شدیدا

(سورۃ الأحزاب: ۹-۲۴)

لیکن ان کی استقامت اور ثابت قدمی غیر متزلزل ایمان ویقین پر اللہ نے جو مدد پہنچائی اس کا بھی اللہ نے ذکر کیا ہے اور اس پر صحابہ کو جو مسرت ہوئی اسے بھی اللہ نے یہاں فرمایا ارشاد ربانی ولما رأي المؤمنون الأحزاب قالوا ہذا ما وعدنا اللہ ورسولہ مصدق اللہ ورسولہ وما زادھم إلا إیمانا وتسلیما (بحوالہ سابق)۔

حدیبیہ کا مقابلہ بھی غیر معمولی نوعیت کا ہے، صحابہ جو دین اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے وہ اپنے مزاج وطبیعت کے بالکل برخلاف صرف حضور کی اطاعت وقیادت میں صلح کے لئے تیار ہوئے لیکن یہ اطاعت وانقیاد

اسلام کے فروغ کے لئے بڑی مؤثر ثابت ہوئی اوراس کثرت سے لوگ ایمان لاتے اور شرک بہ اسلام ہوئے جواب تک کے ۱۸-۱۹ سال کے عرصہ میں پیش لا سکے تھے، اسی طریقہ سے ایک دوسرا بڑا امتحان انصار صحابہ کے لئے اس وقت پیش آیا جب حنین کے مالی غنیمت میں قریش کے نومسلم صحابہ کو زیادہ حصہ دئے جانے پر ان کو بے چینی ہوئی اور دراصل یہ بے چینی اس لئے کہ کہیں ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق کم تو پیش ہو رہا ہے، اوراس کے نتیجہ میں کچھ جانیں بھی آپس میں انصار کے درمیان ہوئیں، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنے قلبی تعلق کا انحصار فرما دیا، اور دین کے لئے انصار کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کو ان کی صفات یاد دلائیں اور آخر میں یہ فرمایا کہ:

"ألا ترضون يا معشر الأنصار أن يذهب الناس بالشاة والبعير وترجعون برسول الله صلى الله عليه وسلم إلى رحالكم" اور یہ بھی فرمایا کہ:

"لولا الهجرة لكنت أمرءا من الأنصار" اور فرمایا: الأنصار شعار والناس دثار۔ پھر دعائیں دیں اور ان کی اولاد اور نسل کو بھی دعا دی، انصار سے برداشت سے باہر ہوگیا، وہ سب کے سب روئے اور اتنا روئے کہ داڑھیاں تر ہوگئیں، اور یہ کہنے لگے "رضينا برسول الله تسما وحظا"۔

صحابہ کے لئے اطاعت وقیادت کا امتحان اس وقت بھی کم نہ تھا جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کمسن اور غلام زادہ صحابی حضرت اسامہ بن زید کو امیر بنا کر صدیق اکبر اور فاروق اعظم جیسے حضرات کو بھی ان کے تابع کر دیا سارے صحابہ نے سیر چشم امارت تسلیم کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارتحال فرمانے کا سانحۂ عظم پیش آ گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سارے کاموں پر اس کام کو ترجیح دی اور.........اسامہ کو اسی طرح روانہ کیا جائے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا اعجاز صحابہ کی جماعت ہے، یہ قدسی جماعت اسلام کا معجزہ ہے، اور ساری انسانی خصوصیات اس مجموعہ میں سمٹ کر آ گئی تھیں، ان کو بول اللہ کے لئے ہوئی، ان کی دوستی دشمنی ان سلوک اور ان کا لین دین سب اللہ کے لئے تھا، انبیاء اور رسولوں کے بعد کوئی جماعت اگر سب سے بہتر ہوسکتی ہے تو وہ یہی صحابہ تھے جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور جنہوں نے اس بڑی تعداد میں حجۃ الوداع میں عرفات میں جمع ہوکر اپنی محبت وفدائیت اور نبوی مشن سے...... درستگی کا یقین دلایا تھا، ایمان ان کے دلوں میں راسخ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب خلفائے راشدین ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی رضی اللہ عنہم نے امت کی باگ ڈور سنبھالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی......ان کے ذریعہ پوری ہوئیں قیصر وکسری کا راج ختم ہوا، اور اسلام کا روم وایران، مصر وشام میں بول بالا ہوا، اور ملک فتح ہوتے چلے گئے، صحابہ کو اللہ نے فضیلت وتفوق عطا فرمایا، اس میں ان کا قیام تک کوئی ہم سر نہ ہوسکے گا، جو ان کے اقدامات فیصلوں پر تاج اعتراض کرتا ہے، یا ان کی نہتوں پر شبہ کرتا ہے، تو دراصل اس کو ان کی حسن تربیت پر شبہ ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کامل اور مؤثر نہیں تو ......کس کی تربیت اپنا رنگ دکھائے گی شاعر بہت خوب کہتا ہے۔

حضرت مولانا محمد حمزہ حسنی ندویؒ (سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

اطاعت رسول

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا اور جو کچھ رسول ﷺ تم کو دیں اس کو لے لو، اور جس سے تم کو روکیں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

اس آیت سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ دین وہی ہے جو رسول مقبول ﷺ کے ذریعہ نازل ہوا، اور اس میں کسی کتر بیونت کی اجازت کسی کو بھی نہیں ہے، اگر ساری دنیا کے مسلمان اکٹھا ہوکر بھی کسی ایسے حکم میں تبدیلی کرنا چاہیں جو قرآن وحدیث کے ذریعہ ثابت ہے تو بھی اس میں تبدیلی نہیں کرسکتے۔

رسول اللہ ﷺ نے دین میں نئی چیز شامل کرنے کو بدعت قرار دیا ہے او ربدعت کو گمراہی بتایا، اور گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کو دین میں شامل کرلینا جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دین میں شامل نہیں کیا، اور اس کا حکم نہیں دیا، او راس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ بدعت گمراہی ہے، اور اس میں کسی چیز کا بھی استثناء نہیں ہے، اگر کوئی شخص کسی بدعت کو بدعت حسنہ کہہ کر استثناء کرتا ہے تو بقول حضرت مجدد الف ثانی علیہم الرحمۃ حدیث کی صریح مخالفت کرتا ہے، اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور آپ کے کسی بھی حکم کا انکار سخت وبال کا باعث ہے، ایک دفعہ حضور ﷺ کے سامنے ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا کہ سیدھے ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا کہ میں نہیں کھا سکتا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ کھا سکو، چونکہ اس کے غرور نے یہ بات کہلوائی، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمادیا کہ نہ کھا سکو، اس کے بعد کبھی بھی وہ اپنا سیدھا ہاتھ منھ تک نہ اٹھا سکا، یہ تو دنیا کا عذاب تھا، اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے، اللہ تعالی مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

ہم کو اپنی زندگیوں میں ہر وقت اس کی فکر رکھنا چاہیے کہ ہماری کوئی بات ایسی تو نہیں جو حکم نبوی سے الگ ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہر وقت اس کی فکر رہتی تھی کہ ہر وہ عمل جس کو رسول اللہ ﷺ نے کیا، اس کی وہ اقتدا کریں، یہی ان کے درجات کی بلندی کا سبب ہے، انہوں نے اپنی پوری زندگی کو نبوت کے سانچہ میں ڈھال لیا تھا، حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کو چوم رہے تھے، اور کہہ رہے تھے کہ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے، نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان، اگر میں رسول اللہ ﷺ کو چومتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے نہ چومتا، یعنی صرف نبی کریم ﷺ کی محبت اور اقتدا میں یہ عمل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی کسی حکم کو نہ ماننا اللہ تعالی کے عذاب کو دعوت دینا ہے، جس کی وضاحت اس آیت میں کی گئی کہ جو احکام رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ آئے ہیں ان پر عمل کرو، او رجن باتوں سے انہوں نے روکا ہے ان سے باز رہو، اور اس بارے میں اللہ سے ڈرو، اس لیے کہ اس کا عذاب بہت سخت ہے، ایک حدیث میں آتا ہے،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت کے سب لوگ جنت میں جائیں گے مگر وہ لوگ جنت سے محروم رہیں گے جنہوں نے انکار کیا، لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ انکار کون کرے گا، آپ ﷺ نے فرمایا، جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا، جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کیا (ترمذی)

ڈاکٹر اکرم ندوی (آکسفورڈ)

اسلام کے جدا جدا محاذ

مدینہ منورہ کے مشہور عالم حضرت عبید اللہ العمری (متوفی 143) رحمہ اللہ نے امام مالک (متوفی 179) رحمہ اللہ کیپاس لکھا کہ علم میں اس قدر مشغولیت کے بجائے عبادت کی طرف توجہ کریں اور عزلت گزیں ہو جائیں، امام مالک نے عالمانہ جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپے بندوں کو نیکی کے مختلف کاموں پر لامیا ہے، مجھے اشاعت علم کی جو توفیق ملی ہے میں اس پر خوش ہوں، اور میرے خیال میں میری حالتآپ سے فروترنس ما، اور مجھے امید ہے کہ ہم دونوں خیر پر ہیں۔"

صحاب کرام، تابعین اور بعد کے عدو کے ناموروں نے دین کے الگ الگ محاذ کی نرانی کی، کوئی امارت، سیاست وجاد میں پیش پیش تہا، کوئی فقہ میں، کوئی حدیث وروایت میں، کوئی زہد وورع میں، کوئی ادب وشاعری میں، کوئی تجارت وزراعت میں، سچ یہ ہے کہ کوئی قوم اس وقت تک باقی نں کورہ سکتی جب تک کہ اس کے باصلاحیت افراد کسی ایک محاذ پر مجتمع ہونے کے بجائے جدا جدا محاذ نہ سنبھال لیں، اور ہرسمت میں دنیا کی دوسری قوموں پرف اپنا تفوق ثابت نہ کریں۔

عصر حاضر میں برصغیر کیمسلمانوں کو طرح طرح کے چیلنجز کا سامنا تھا، اور ان چیلنجوں کے مقابلہ کے لئے باصلاحیت افراد سامنے آئے، ملت کی کیاریوں میں ہر موسم کے مناسپھول کہلے، اوراس کے دنلص سے نئے نئے پہلوان نکلے، سید احمد شید، رحمہ اللہ (متوفی 1246 / 1831) کی تحریک دعوت جاہد نے پورے ہندوستان میں اصلاح وتعلیم کی ایک نئ روح پھونک دی، خود شاہ ولی اللہ دہلوی کے خانوادہ اور اس سے وابستہ کئی عظیم الشان بزرگوں نے اس میں دل وجان سے شرکت کی، اور اس تحریک سیبعد کی ساری علمی، فکری، دعوتی اور اصلاحی تحریکیں متاثر ہوئے۔

سنہ 1857 میں مغلیہ سلطنت کا ٹمات تا چراغ بجہ گیا، ملت کی از سرنو شیرازہ بندی کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لیس، سرسید احمد خان نیمسلمانوں میں عصری تعلیم کی اشاعت کی مم کا آغاز کیا، آپ کی کوششوں سے علیگڑہ میں قائم کردہ مدرسۃ العلوم کچہ عرصہ میں ایک عالمی معیار کی یونیورسیے بن گیا، اس نے معاشرتی، تعلیمی، ادبی، سیاسی اور اقتصادی حیثیتوں سے مسلمانوں کواوپر اٹھانے کا وہ کام کیا جس کے اثرات ہندوستان کے چپہ چپہ پرمحسوس کئے گئے، اس کے بعد جامعہ ملیہ اسلامیہ نے بھی اسی نجک پر مسلمانوں کے اندر جدید علوم پھیلانے کا قابل قدر کام انجام دیا۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی اوران کے رفقاء نے دار العلوم دیوبندکوعلوم

اسلامیہ کی بین الاقوامی درسایہ بنادیا، مشرق ومغرب کیکسی دینی مدرسہ نے وہ شرت نں لع اختیار کی جواس دارالعلوم کے حصہ میں آئی، اسی نصاب ونظام کے مطابق مظاہر العلوم سامرنوں رہی قائم کیا گیا، ان دونوں مراکز علم کے بوریہ نشینوں نے مادی وسائل کی کمی کے باوجود معاشرہ پر علماء کی برتری قائم رکھنے،اور ہندوستانی مسلمانوں کودینی اورثقافتی شکست سے محفوظ رکھنے میں جو کردار ادا کیا ہے اس کا اعتراف ہر با غیرت صاحب ایمان کافرض ہے۔

انیسویں صدی کے آخر میں علماء کی ایک جماعت نے ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی، جس نے نصاب تعلیم کی اصلاح،عربی زبان وادب اور علوم دینیہ کی ترقی،طلبہ کی تذعیب اورشائس تیب اطوار، مسلمانوں کے مذہبی منازعات کے خاتمہ، اور فروع وجزئیات میں شدت کوکم کرنے،علماءکو باہم قریب لانے اور مسلمانوں کے معاشرہ کی اصلاح جیسے عظیم مقاصدکوکو اپنی کوششوں کا مطمح بنایا۔

علامہ عبد الحی فرنیو محلی (متوفی 1304) نے فقہ وفتوی اور حدیث میں بحث وتحقیق کی ایک بے مثال روایت قائم کی،آپ نے فرنیی محل کے فضل وکمال کو عالمیت بخشی اور اسے دوام عطا کیا، تاریخ رجال واسانید میں آپ کیہم نام مولانا عبد الحی حسنی نیوہ کمال پیدا کیا جس کی دوردور تک کوئی نظیرن یخ،آپ کی نزہۃ الخواطر آج تک ہندوستان کے اعلام پر سب سے زیادہ مستند اور کامل مرجع ہے،آپ نیہندوستانی مسلمانوں کی علمی،ثقافتی،تمدنی اورتعلیمی تاریخ کومحفوظ کردیا،آپ کوبجاطور پرابن خلکان ہندکاج گیا۔

شاہ محمد اسحاق دہلوی اور شاہ عبدالغنی مجڈی کی ہجرت کے بعد دلی کی مسند حدیث سونی ہوگئی تھی،اسے شیخ الکل فی الکل میاں نذیرحسین محدث دہلوی (متوفی 1320) نے دوبارہ آباد کیا، اور دلی کی مسجد اورنگ آبادی میں حدیث اور تفسیر کے دروس کی مسند بچھائی، اور نصف صدی تک قال اللہ وقال الرسول کی صدا بلندکی، ہندوستان کے کونہ کونہ سے لوگ آپ کی طرفکشاں کشاں آئے، بلکہ عالم عرب سے بھی علماءاورطلبہ کی ایک بڑی جماعت آپ سے مستفید ہوئی، اورآج بھی آپ کی سند حدیث برصغیر کی عالی سندوں میں شمار کی جاتی ہے۔

بھوپال سے حدیث شریف اور دیرد علوم اسلامیہ کی خدمت کاعظیم کارنامہ نواب صدیق حسن خان (متوفی 1307) نے انجام دیا، آپکی تصنیفات عرب وعجم میں پھیل گس ی، آپ نیہندوستان کیہر مکتب؟ فکر کے علماء کا تعاون کیا، امارت بھوپال کے خرچ سےسلف کی قیمتی کتابوں کومصراور ہندوستان وغیرہ سچھپوایا، انں تع علماء اورشیوخ تک اورہندوستان اور عالم اسلام کے کتبخانوں میں مفت پہارہیا، اسی طرح حیدرآباد سے علوم وفنون کی کتابوں کی اشاعت کا وہ گرانقدر کام انجام پایا جس کی پورے عالم اسلام میں کوئی نظیرنں عل،ہے کوئی ادارہ جو حدیث،رجال،تاریخ اوردوسرے علوم وفنون کی کتابوں کی تحقیق وطباعت میں دائرۃ المعارف کامقابلہ کرسکے؟

آریہ سماج اور عیسائی مشنریوں کے فتنوں کا مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی نیڈٹ کر مقابلہ کیا، اورمناظرہ کے میدان میں انں و؟ شکست فاش دی، بعد میں قادیان کے دعویدار نبوت نیسیدہی سادے مسلمانوں کو اپیر جال میں پھنسایا تو مولانا محمد علی مونیر بی اس کے لئے سینہ سرت ہوگین، اور اس کے اکاذیب واباطیل کو بے نقاب کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے علمائے کرام نے اس می کو آخرتک جاری رکھا۔

سنت کے احیاء اور بدعتوں کے ازالہ میں شاہ اسماعیل شیدا کے بعد سب سے زیادہ مؤثر کردار مولانا رشید احمد گوہی رحمہ اللہ (متوفی 1323ھ) نے ادا کیا، آپ کا ایک اہم کارنامہ تصوف کی اصلاح ہے، اس میدان میں ہندوستان کی پوری تاریخ میں آپ کی کوئی مثال نں ا، تصوف کی اصلاح کا جو کام آپ نے شروع کیا تھا اسے حکیم الامت مولانا اشرف علی تہانوی (1362ھ) نے بام عروج تک پہنچا یا، آپ تصوف وفقہ کے درمیان ہم آہیلا اور شریعت وطریقت کی وحدت کے ترجمان تھے، تہانہ بہون سے مسلمانوں کی اصلاح کی جو طاقتور تحریک چلی اس نے پورے برصغیر پر اپنا فیض عام کیا، حدیث شریف کی اشاعت میں مولانا گوتوہی کے وارث تھے مولانا خلیل احمد ساطرنوبری، اوران کے بعد علامہ انور شاہ کشمیری، اور اس سلسلہ کی آخری کڑی تھے شیخ محمد یونس جونوری رحمہ اللہ تعالی۔

استعمار کے زیر سایہ مستشرقین نے تاریخ، سیرت، کلام، وغیرہ کے موضوعات کو اپنی تحریفات کا نشانہ بنایا، اور مسلمان نوجوانوں کے ذہنوں کو زہر آلود کرنے کی انتھک کوشش کی، ان فتنوں کے علمی وتحقیقی جواب کے لئے علامہ شبلی نعمانی نیپیش رفت کی، آپقدیم وجدید کے جامع تھے، بحث وتحقیق کے اصولوں کے ماہر، اور زبان واسلوب کے شسونار، آپ کی تخلیقات میں سیہں ک: سیرت النبی، الفاروق، المأمون، النعمان، الغزالی، الکلام، علم الکلام، الجزیہ، کتب خان اسکندریہ، شعر العجم، موازن انیس ودبیر، وغیرہ، ندوۃ العلماء اوردار المصنفین نے آپ کی روایت کو جاری رکھا، مولانا شبلی کی کوششوں سے زبان وادب پر علماء کی برتری مزید کچھ عرصہ تک قائم رہی، علمی تحقیق وادب میں آپ کے جانشین تھے مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا فراہی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالماجد دریابادی وغیرہ، رحمہ اللہ۔

ہندوستان کے نصاب تعلیم میں قرآن کا حصہ بتم کم رہ گیا تھا، بلکہ عالم اسلام میں تدبر قرآن سے ایک قسم کا انحراف تھا، مولانا فراہی (متوفی 1349 / 1930) نے تدبر کتاب الید پر اپنی زندگی وقف کردی، آپ کی گرنقدر تصنیفات میں تفسیر نظام القرآن، دلائل النظام، مفردات القرآن، أسالیب القرآن، جمہرۃ البلاغۃ، الرأی الصحیح فیمن ہو الذبیح، إمعان فی أقسام القرآن، حجج القرآن، وغیرہ ہں، آپ نے مدرسۃ

الاِصلاح کو ایک معیاری مدرسہ بنایا، آپ کے شاگردوں مولانا اختر احسن اصلاحی اور مولانا امین احسن اصلاحی نے آپ کے کام کو آگے بڑھایا۔

شاعری محض ایک تفریح رہ گئی تھی، اسے تعمیری اور دینی اغراض کے لئے سب سے پیہم خواجہ الطاف حسین حالی نے استعمال کیا، اور آپ نیشاعری میں ایک نئی روح پھونکی، اکبرالہ آبادی کی زبان سے وہ نالے بلند ہوئے جنوں مغرب کے تیز حملوں کو روکنے میں انقلابی کام کیا، آپ ایک پاک مشرب فلسفی اور حکیم داناتھے، اور خلق نیجا طور پر آپ کو لسان العصر کا خطاب دیا، علامہ اقبال نیشاعری کے اس رجحان کو حقیقی معنویت عطا کی، آپ شاعرنہ ری بلکہ حامل پیغام تھے، عارف، مفکر، محبّ رسول، فلسفہ اسلام کے ترجمان اور کاروان ملت کے حدی خوان۔

مغرب کے ملحدانہ اور گمراہ کن افکار وخیالات جدید تعلیمیافتہ طبقہ کے ذہنوں کومسموم کر رہے تھے، مولانا مودودی نے ذہنی ارتداد کی اس لرا کو روکا، آپ نے نئی نسل کے دماغ کو شکوک وشباحت سیپاک کرنے، اسے اسلام سے قریب لانے اور انسانی نظریات وافکار پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کی گراں قدر خدمات انجام دیں، آپ کی کتابیں تفہیم القرآن، تنقیحات، سود، الجہاد فی الاسلام وغیرہ آج بھی جادو کا اثر رکھتی ہس م، مولانا مودودی سے کچھ مختلف انداز میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے بھی اس ذہنی ارتداد پر ضرب کاری لاننے اور فکر اسلامی کی تطہیر واحیاء کی عظیم الشان خدمات انجام دیں، آپ کی تصنیفات انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، تاریخ دعوت وعزیمت، سیرت سید احمد شیدن، نقوش اقبال، اپے عدد کی طاقتور ترین کتابوں میں سیہں ی، اور اسی دینی وفکری اصلاح کو ایک دوسری حیثیت سے مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ نے عمومی بنادیا، آپ کی دعوت نے عوامی سطح پر دین کو ہر طرف پھیلایا، مسلمانوں سے جالت کو دور کیا، اور ان کو دین کی اساسیات پر لا آیا۔

عصر حاضر میں مسلمان اہل علم وفکر کی کاوشوں کا یہ مختصر جائزہ ہے، ان کی روشنی میں ہمیں اپنی اصلاحی، دعوتی، علمی اور تعلیمی جدوجدت کو صحیح رخ عطا کرنا چاہیا، اور ساری توانائی کو صرف مدارس کھولنے اور شاخیں بنانیپر صرف کرنے کے بجائیدین وملت کے تحفظ وبقا کے لئے ضروری دوسرے تعلیمی، تمدنی، ثقافتی، معاشرتی اور سیاسی شعبوں میں آگے بڑھنا چاہین۔

اگر آپ کو کسی موضوع سے دلیو گے ہے تو آپ اس میں محنت کرکے بلند مقام حاصل کریں، لیکن جو لوگ دوسرے محاذوں پر کام کر رہیہں گ ان کو اپنا مقابل نہ سمجھیں، بلکہ ان ئی اپنا معاون تصور کریں اور ان کے کام کو اپی کام کا مساوی قرار دیں، اپیداپین مدرسوں اور اپنی اپنی جماعتوں اور تحریکوں سے انتساب میں غلو اور مبالغہ آرائی کو خیر باد کس م، دوسروں کے کاموں کی خوبیاں تلاش کریں، جلد بازی میں کسی کے کام کی نفی نہ کریں، اور انصاف پسندی اور عدل وقسط کا دامن کبھی نہ چھوڑیں۔

حضرت مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی مدظلہٗ (ناظر عام ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

مدد کا استحقاق کیوں کر؟

قرآن مجید کی ان آیات کو ہم بار بار پڑھتے ہیں، ان کے معانی ومفاہیم پر غور کرتے ہیں، یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ کن کن نعمتوں کا وعدہ ان آیات میں ہم سے کیا گیا ہے؟ غلبہ اور بالادستی طے فرمادی ہے، عزت اور سربلندی کی بشارت سنائی ہے، لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ ہم وہ کام کریں جن کی بنیاد پر ہم خلافت اور عزت کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُواْ لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَاناً وَقَالُواْ حَسْبُنَا اللّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ☆فَانقَلَبُواْ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُواْ رِضْوَانَ اللّهِ وَاللّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ☆إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءهُ فَلاَ تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (آل عمران:۱۷۳-۱۷۵)

(وہ لوگ کہ جن سے کہنے والوں نے کہا کہ (مکہ کے) لوگوں نے تمہارے خلاف بڑی جمعیت اکٹھا کر رکھی ہے تو ان سے ڈرو تو اس چیز نے ان کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا اور وہ بولے ہمیں تو اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، تو وہ اللہ کے فضل اور انعام کے ساتھ واپس ہوئے ان کا بال بھی بیکا نہیں ہوا اور وہ اللہ کی مرضی پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے، یہ تو شیطان ہے جو تم کو اپنے بھائی بندوں سے ڈراتا ہے تو تم ان سے خوف مت کرو اور مجھ ہی سے ڈرو اگر تم ایمان رکھتے ہو)

﴿وَلَن يَجْعَلَ اللّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً﴾ (النساء:۱۴۱)

(اور اللہ ہرگز مسلمانوں پر کافروں کو کوئی راہ نہ دے گا)

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً﴾ (النور:۵۵)

(اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضرور زمین میں حاکم بنائے گا جیسا اس نے ان کے پہلوں کو حاکم بنایا اور ان کے لیے ان کے اس دین کو ضرور طاقت عطا فرمائے گا جس کو اس نے ان کے لیے پسند کر لیا ہے اور ضرور ان کے خوف کو اطمینان سے بدل دے گا)

﴿وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ﴾ (الصافات:۱۷۳)

(اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب ہونے والا ہے)

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (آل عمران:۱۳۹)

(اور کمزور مت پڑو نہ غم کھاؤ اگر تم ایمان والے ہو تو سربلند تم ہی رہو گے)

﴿وَكَانَ حَقّاً عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الروم:۴۷)

(اور اہل ایمان کی مدد کرنا تو ہم پر ایک حق تھا)

﴿إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ﴾(الحج :۳۸)

(یقیناً اللہ ایمان والوں کی پشت پناہی فرماتا ہے، اللہ کسی خیانت کرنے والے ناشکرے کو پسند نہیں فرماتا)

یہ آیات جن کی سچائی اور حقانیت پر ہم کو مکمل یقین ہے بشارت دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے عزت وسربلندی کا وعدہ کیا ہے، ان کی بالادستی کو قائم فرمایا ہے اگر ہم یہ سمجھیں کہ عزت وسربلندی کفار کے لیے ہے تو ان آیات کا کیا مطلب ہے؟ جب کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے، اس کی ہر ہر بات بالکل سچی اور ثابت شدہ ہے، اس کی مشیت کو کوئی تبدیل نہیں کرسکتا، اس کے بارے میں ادنیٰ شک اور شبہ کی گنجائش نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ ان اہل ایمان سے کیا ہے جو سچے ہیں، اسلامی تعلیمات کو اپنے سینے سے لگائے ہیں، اللہ کی کتاب پر عمل پیرا ہیں، کہیں ہم کو خطرہ یہ تو نہیں ہے کہ کہیں ہم ان لوگوں میں نہ ہوجائیں جن کا تذکرہ قرآن مجید نے ان الفاظ سے کیا ہے:

﴿فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾(مریم: ۵۹)

(پھر ان کے بعد ان کے ناخلف جانشین ہوئے جنھوں نے نمازیں ضائع کردیں اور وہ خواہشات کے پیچھے لگ گئے تو آگے وہ کجی میں پڑ جائیں گے)

ضرورت ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں، اپنے ایمان کو جانچیں، کیا ہم اس کا حق ادا کررہے ہیں؟ کیا ہم مخلص ہیں؟ کیا ہم ان احکامات پر مکمل عمل پیرا ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں غزوہ حنین کے موقع پر مسلمانوں نے کثرت پر بھروسہ کیا اور یہ سمجھا کہ مدد آچکی اس موقع کی منظر کشی قرآن مجید نے ان الفاظ سے کی ہے!

﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ﴾(التوبة: ۲۵)

(اور حنین کے دن بھی جب تمھیں اپنی کثرت پر ناز ہوا تو وہ کچھ بھی تمہارے کام نہ آئی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگے)

جبکہ دوسری طرف غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور دشمن اسلحہ کے ساتھ ایک ہزار جنگجوؤں پر مشتمل تھے لیکن مسلمان اپنے ایمان کی وجہ سے اللہ کی مدد کے مستحق بنے۔

آج ایمانی اعتبار سے ہم نہایت کمزور ہیں، عبادات میں کوتاہی کے شکار ہیں، گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، شریعت کی مخالفت کرتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے راستے ہمارے لیے مسدود ہوجائیں۔

ضرورت ہے کہ ہم اپنے ایمان کو اسی طرح بنائیں جیسے آپ ﷺ کے صحابہ نے بنایا، ہماری عبادتیں ان کی عبادتوں کی طرح ہوں، ہمارا طریقہ زندگی ان کے طریقہ زندگی کے مطابق ہو، ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے امید کریں کہ یہ وعدہ ہمارے لیے ہی ہو۔ ہم کو دشمنوں پر غلبہ ملے، ان کے دلوں میں رعب پیدا ہوجائے ۔ ہمارے حوصلے بلند ہوں اور ہم کو ثبات حاصل ہو۔

(ترجمانی: محمد امین حسنی ندوی)

حضرت مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہٗ (ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

عالم جل رہا ہے برس کر بجھایئے

بلاشبہ موجودہ حالات انتہائی تشویش ناک ہیں، اس وقت پورے ملک میں جو ایک فضا بن رہی ہے اس سے ہر آدمی باخبر ہے۔ ایک عام انسان جو صرف میڈیا کو دیکھتا ہے ایسے حالات میں اس کی بے چینی بڑھنی ہی چاہیے، لیکن اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو ابھی ۷۰؍فیصد آبادی ہمارے برادران وطن کی راہ سے نہیں ہٹی ہے، بے شک ان کے ذہنوں کو مسموم کرنے کی کوششیں جاری ہیں لیکن ابھی ان کا ذہن اتنا مسموم نہیں ہوا ہے۔ ہوسکتا ہے بعض ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہو کہ پھر انتخابات میں سیکولر جماعتوں کو شکست کیوں ہوتی ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ اس کے پیچھے بہت سے اسباب ہیں۔ الیکشن جیتنا بھی ایک فن ہے اور وہ کوئی ایسی علامت نہیں ہے جس سے لوگوں کے طرزِ فکر کے سلسلے میں کوئی آخری رائے قائم کی جاسکے۔ اگر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اکثر وہ جیت معمولی تناسب سے ہوتی ہے، پھر دوسری طرف جو سیکولر ووٹس ہیں وہ اکثر تقسیم ہوجاتے ہیں اور ایک بڑی تعداد ہے جو ووٹنگ کرتی ہی نہیں۔ اگر ان کو جوڑا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ۷۰؍فیصد کی جو بات کہی گئی ہے وہ بڑی حد تک صحیح ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ۷۰؍فیصد آبادی آج بھی کھلے ذہن کی ہے لیکن وہ آپ کی منتظر ہے۔

ایک طرف سو سال کی محنت ہے اور وہ محنت کوئی معمولی نہیں ہے بلکہ پورے نظام، پوری ترتیب اور اپنے اصولوں کے ساتھ ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ یہ وہی قوم ہے جس کے پاس کوئی بنیادی مقصد نہیں، سچی بات یہ ہے کہ اس کے پاس کوئی دین نہیں، کوئی لائحہ عمل نہیں اور کوئی طریقہ زندگی نہیں۔ بس کچھ روایات اور چند رسمیں ہیں اور ان کی اپنی ایک پرانی تاریخ ہے، آج وہی قوم ایک مقصد کو لے کر آگے بڑھی اور اس نے اپنے کاز کو سامنے رکھ کر پورے اخلاص اور بڑی قربانیوں کے ساتھ محنت کی، جس کا نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے۔

لیکن یاد رکھئے! یہ چیزیں قطعاً کبھی مایوسی کی نہ رہی ہیں اور نہ رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو کچھ دیا ہے وہ ایسا جوہر ہے کہ جس دن وہ دنیا کے سامنے آیا اور جس وقت راکھ کے ڈھیر سے ایمان کی چنگاری نکلی تو یہی مسلمان جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے، وہیں کہنے والے یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ

ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں تھی

جس دن وہ چنگاری فروزاں ہوگی، مسلمانوں کے اندر گویا کہ راکھ کا جو ڈھیر ہے اور اس کے نیچے جو آگ دبی ہوئی ہے، جب وہ راکھ ہٹے گی تو شاید پھر وہ صبح طلوع ہونے میں دیر نہیں لگے گی جو صبح ایک مرتبہ نہیں دسیوں مرتبہ طلوع ہوچکی ہے۔

آج ہمارے ملک میں جو حالات ہیں ان حالات کی تبدیلی کا راستہ صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم طے کرلیں

کہ ہمیں اپنا ''ایمان'' مضبوط کرنا ہے اور اپنے ''اخلاق'' کو بلند کرنا ہے اور ''مکمل دین'' کو اختیار کرکے دین کی بہتر سے بہتر طریقہ پر ترجمانی کرنی ہے۔ دنیا آج جس پانی کی پیاسی ہے وہ پانی ہمارے پاس موجود ہے، وہ طریقہ زندگی ہمارے پاس موجود ہے، اگر ہم نے اس طریقہ کو اپنی زندگی میں نافذ کیا اور غیروں کے سامنے وہ نمونہ پیش کیا تو آج جو غیر نظر آتے ہیں، کل وہ اپنے ہوں گے اور آپ کو وہ اپنی پلکوں اور آنکھوں پر بٹھائیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ دنیا کچھ بھی کرے اور کیسے ہی وسائل اختیار کرے اور ہمارے زوال کی کیسی ہی تدابیر اختیار کی جائیں لیکن اگر ہم حقیقی معنی میں ایمان والے ہیں اور ہماری زندگی سے اسلامی اخلاق کی ترجمانی ہوتی ہے تو آپ یاد رکھئے کہ اس وقت یہ دنیا کی ایک ضرورت ہے اور دنیا اسی کی پیاسی ہے اور یہی تمام مسائل کا ایک بنیادی حل ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے پاس جو کچھ تھا وہ ہم نے فراموش کردیا اور اب ہم دوسروں کے سامنے کاسہ گدائی لیے کھڑے ہیں، حالانکہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے کچھ دینے کے لیے پیدا کیا تھا نہ کہ لینے کے لیے، اگر آج بھی ہم دوبارہ وہی ایمان اور اخلاق کی وہی بلندی اختیار کرلیں، تو یقیناً دوبارہ پھر وہی حالات ہمارے سامنے آئیں گے اور انشاء اللہ مستقبل اسلام اور مسلمانوں ہی کا ہوگا۔

ماہنامہ رضوان کے بارے میں تفصیلات

(فارم نمبر ۸ کے مطابق)

مقام اشاعت	:	۵۴/۲/۱۷۷، محمد علی لین، گوئن روڈ، لکھنؤ - ۱۸
وقفہ اشاعت	:	ماہنامہ
پرنٹر، پبلشر، ایڈیٹر	:	رشید احمد حسنی
ملکیت	:	مولانا محمد ثانی حسنی فاؤنڈیشن
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	۵۴/۲/۱۷۷، محمد علی لین، گوئن روڈ، لکھنؤ - ۱۸

میں رشید احمد حسنی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میری سمجھ کے مطابق درست ہیں۔

والسلام
رشید احمد حسنی

زائرین حرم

امۃ اللہ تسنیم

درودیں پڑھو زائرین حرم، تم قریب اب دیار حبیب آ گیا ہے
سلامی کرو باادب پیش خدمت محمد کا روضہ قریب آ گیا ہے

نگاہوں سے کہہ دو نگاہیں جمادیں، مناظر سے گلیوں کے ہوں لطف اندوز
زیارت کے متوالو، اب آنکھ کھولو کہ وہ سبز گنبد قریب آ گیا ہے

محمد ﷺ کے شیدائی آنکھیں بچھادو کہ آنکھیں بچھانے کا موقع یہی ہے
چلو سر کے بل اس مقدس زمیں پر کہ وہ پاک طیبہ قریب آ گیا ہے

مدینہ کی گلیوں میں تھا شور ہر سو کہ تشریف لائے ہیں خیر البشر اب
کریں شکر اللہ کا کس طرح ہم کہ ہم میں خدا کا حبیب آ گیا ہے

پکار اٹھا تاریک طبقہ دلوں کا کثافت ہوئی دور روشن ہوا دل
کہ امراض باطن کی اصلاح کرنے خدا کی طرف سے طبیب آ گیا ہے

سنو حاجیو جب حرم میں پہنچنا تو ایک کا م للہ تم یہ بھی کرنا
سلام محبت مرا پیش کرنا کہ قسمت سے موقع نصیب آ گیا ہے

جو میدان عرفات میں تم پہنچنا تو دنیاودیں کی دعا حق سے کرنا
او راپنی دعا میں مجھے یاد رکھنا کہ حج کا فریضہ قریب آ گیا ہے

مقدر سے تسنیم پہنچے وہاں پر تو سمجھو کہ دولت ملی دو جہاں کی
ہوئی بارور آج قسمت ہماری ترقی پر اپنا نصیب آ گیا ہے

مفتی راشد حسین ندوی (استاذ مدرسہ ضیاء العلوم-رائے بریلی)

سوال وجواب

سوال ۔ زید نے بکر کو اپنا گھر بیچنے کا وکیل اور ذمہ دار بنایا، اس صورت میں بکر کیا خود اس مکان کو خرید سکتا ہے؟

جواب ۔اگر بکر زید سے وضاحت کردے کہ میں خود تمہارا گھر اتنے اتنے میں لے رہا ہوں اور زید رضامندی کا اظہار کردے تو بکر اس مکان کو خرید سکتا ہے، اس طرح کی وضاحت اگر نہیں کی گئی تو بکر بیچنے کا وکیل ہوگا، او روکیل کے لیے خود خریدار بننے کی شرعا اجازت نہیں ہے،(شامی۴/۴۵۰)

سوال ۔گاڑیوں کا انشورنس کرانے کا ایجنٹ بننا اور اس کے ذریعہ کمائی کرنا کیسا ہے؟

جواب ۔حکومت کے قانون کے مطابق کسی بھی گاڑی کو انشورنس کرائے بغیر چلانا ممنوع ہے، لہذا حکومتی جبر کی وجہ سے گاڑیوں کا انشورنس کرانا جائز ہے،اور جب انشورنس کرانا (گاڑیوں کا) جائز ہے تو گاڑیوں کے انشورنس کرانے کا ایجنٹ بننا بھی جائز ہے،اور اس کے ذریعہ ملنے والی کمائی بھی حلال او رجائز ہے، (کتاب النوازل ۱۲/ ۳۲۹)

سوال ۔کوئی مکان کرایہ پر لے کر کیا دوسرے شخص کو کرایہ پر دینا جائز ہے؟

جواب ۔اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ جتنے کرایہ پر لیا ہے اتنے ہی کرایہ پر یا اس سے کم کرایہ پر دے، زیادہ کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے ،الا یہ کہ دوکان یا مکان کرایہ پر لے کر اپنی ذاتی رقم سے اس دوکان یا مکان میں کوئی اضافہ کردیا ہو، مثلا پوتائی کرادی، یا الماری بنادی ،اس کے بعد دوسرے کو کرایہ پر دیا تو جتنے کرایہ پر لیا ہے، اس سے بڑھا کر بھی کرایہ مقرر کرسکتا ہے(ہندیہ ۴/ ۴۲۵)

سوال ۔ممبئی میں عرف یہ ہے کہ دوکان مالک یا مکان مالک کرایہ دار کو بے دخل نہیں کرسکتا ،وہاں کا قانون بھی یہی ہے یہاں تک کہ کرایہ دار کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ کو بھی بے دخل نہیں کیا جاسکتا تو کیا اس مکان یا دوکان میں دوکاندار کے ورثہ کو کرایہ دار کا حق ملے گا؟

جواب ۔کرایہ دار کے بارے میں اصل تو یہی ہے کہ مالک یا کرایہ دار کے انتقال کے بعد یہ معاملہ خود بخود ختم ہوجاتا ہے، اور اگر دونوں میں سے کسی کے ورثاء معاملہ جاری رکھنا چاہیں تو ازسرنو معاملہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے،لیکن چونکہ وہاں کا عرف اور چلن یہ ہے کہ کرایہ دار کے ورثاء کو کرایہ داری کا حق حاصل ہوتا ہے،لہذا کرایہ دار کے انتقال کے بعد اس کے تمام ورثاء اس حق میں شریک ہوں گے،(البحر الرائق ۸/ ۳۵،المباحث الفقہیۃ تجویز نمبر۴ منقول از کتاب النوازل ۱۲/ ۳۴۵)

سوال ۔بہت سے لوگ اپنی دوکان یا مکان میں سورہ بقرہ پڑھواتے ہیں،کبھی اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ شریر جنوں سے حفاظت ہو او رکبھی صرف حصول

برکت کے مقصد سے پڑھوایا جاتا ہے،اور نذرانہ کے طور پر پڑھنے والے کو کچھ رقم بھی دی جاتی ہے،تو اس رقم کا لین دین کیا ہے؟

جواب ۔حدیث شریف میں جھاڑ پھونک کے طور پر قرآن کریم پڑھنے اور دم کرنے کی اجرت لینے کو جائز قرار دیا گیا ہے،(بخاری ۵۵۱۲)اور سورہ بقرہ کا پڑھوانا اسی مقصد سے ہوتا ہے، اس لیے مذکورہ نذرانہ کا لین دین جائز ہے،لیکن ایصال ثواب کے لیے تلاوت قرآن پاک پر لین دین کرنا ناجائز ہے، (ہندیہ ۴/ ۴۴۹،رسائل ابن عابدین ۱/ ۱۵۷)

سوال ۔ایک شخص کا ایک لڑکا اور دولڑکیاں ہیں ، اس نے اپنی پوری جائداد اپنے بیٹے کو گفٹ کردی، تو والد کے انتقال کے بعد کیا لڑکیاں اس جائداد میں اپنا حصہ مانگ سکتی ہیں؟

جواب ۔اگر جائداد ہبہ کر کے بیٹے کو قبضہ بھی دلا دیا اور خود اس سے بے دخل ہوگیا تو اگر چہ ایسا کرنا گناہ کا کام ہے، حدیث شریف میں اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس نے اس کے خلاف عمل کیا ہے، پھر بھی ہبہ مکمل ہوجائے گا، اور والد کے انتقال کے بعد لڑکیوں کو وراثت طلب کرنے کا حق نہیں ہوگا، لیکن اگر ہبہ تو کردیا لیکن قبضہ نہیں دلایا تو ہبہ مکمل نہیں ہوا ہے، لہذا والد کے انتقال کے بعد اس جائداد میں تمام ورثاء کا حق ہوگا اور لڑکیوں کو اپنا حق وراثت مانگنے کا حق ہوگا، البحر الرائق ۷/ ۴۸۳

بقیہ: غلو اور انتہاء پسندی

اسلام نے عبادات، معاملات، عادات، کھانے پینے، پہننے، یہاں تک کہ ہر چیز میں وسطیت کو پسند کیا ہے اور اسی کا حکم دیا ہے:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللّٰهِ الَّتِيَ أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالْطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُواْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ﴾

(الأعراف: ۳۲)

(پوچھئے کہ کس نے اللہ کے (دیے ہوئے) زینت (کے سامان) حرام کیے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیے ہیں اور صاف ستھری کھانے کی چیزیں، کہہ دیجیے کہ وہ دنیاوی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں، قیامت کے دن تو صرف انہی کے لیے ہیں، ہم ان لوگوں کے لیے اسی طرح کھول کر بیان کرتے ہیں جو علم والے ہیں۔)

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ..الخ﴾ (اور اللہ نے جو کچھ تمہیں دے رکھا ہے اس کے ذریعہ آخرت والا گھر بنانے کی کوشش کرو اور دنیا میں سے بھی اپنے حصہ کو نظر انداز نہ کرو اور جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے تم بھی (دوسروں پر) احسان کرو اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش نہ کرو یقین جانو اللہ فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتا) اور جیسے اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی تم بھی (دوسروں کے ساتھ) بھلائی کرو اور زمین میں بگاڑ مت چاہو۔)

محمد قمرالزماں ندوی

کیا دینی وعصری تعلیم کی تقسیم درست ہے؟

سورۂ علق میں اللہ تعالیٰ نے لفظ اقرء میں فاعل اور فعل کا ذکر کیا ہے، لیکن مفعول کا ذکر نہیں کیا ہے، یہ بلیغ اور لطیف اشارہ ہے کہ علم متعین نہیں ہے، کہ صرف دینی اور شرعی علوم ہی مطلوب ومقصود ہے، دیگر علوم مطلوب نہیں ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر وہ علم اسلام میں مطلوب ومقصود ہے، جو اللہ کے نام سے ہو اور اس میں انسانوں کے لئے فائدہ اور نفع ہو، خواہ نفع کا تعلق دنیا کی زندگی سے ہو یا آخرت کی زندگی سے۔ اس اعتبار سے علم کے بارے میں اسلام کا نظریہ دوئی کا نہیں، بلکہ وحدت کا ہے۔ لیکن آج مسلمانوں میں علم کی نسبت سے دینی تعلیم اور دنیاوی تعلیم کی اصطلاح قائم ہوگئی ہے، شریعت یعنی قرآن وحدیث اور اس کے متعلقات کی تعلیم کو دینی تعلیم کہا جاتا ہے اور عصری اور زمانے کے مروج علوم کے سیکھنے سکھانے کو دنیوی تعلیم کا نام دیا جاتا ہے، جبکہ اسلام میں علم کی کوئی ایسی تقسیم نہیں ہے، علم کی اگر کوئی تقسیم ہے تو وہ علم نافع اور علم غیر نافع کی تقسیم ہے، جو علم انسانیت کے لیے مفید اور کارآمد ہو وہ علم نافع ہے، اس کی دعا انسان کرے، اللھم انی اسئلک علما نافعا۔ اے اللہ میں تجھ سے علم نافع کا سوال کرتا ہوں۔ اور جس علم سے نفع کے بجائے نقصان ہو اور تعمیر کے بجائے تخریب ہو، اس سے پناہ چاہے اور دعا کرنے اللھم انی اعوذ بک من علم لاینفع، بارالہا میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے، جو مفید اور فائدہ بخش نہ ہو۔

اس لیے دنیاوی علم بھی خواہ اس کا تعلق سائنس سے ہو، حرفت سے ہو یا ٹیکنیکل علم ہو، چونکہ یہ سب بھی انسانی خدمت کے ذرائع ہیں اور انسانیت کے نفع کے لئے ہیں، اس لیے اس کا سیکھنا بھی مطلوب ومستحسن ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اصلا علم دو ہی ہیں ایک علم فقہ تاکہ زندگی بسر کرنے کا ہنر اور سلیقہ سیکھے، دوسرے فن طب تاکہ جسم انسانی کی بابت انسان کو معلومات حاصل ہوسکے۔ (راہ عمل: 170)

البتہ علم کے درجات اور ترجیحات کی حد بندی کی جاسکتی ہے کہ سب سے زیادہ بابرکت علم قرآن کا علم ہے، جس کے ایک حرف پر دس نیکی ہے، پھر حدیث شریف کا، اس کے بعد فقہ اسلامی یعنی شریعت کے مسائل کا، کہ ان علوم کا تعلق براہ راست رب کی معرفت سے ہے، اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ خیرکم من تعلم القرآن و علمہ۔ کہ سب بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم کو پڑھے اور پڑھائے۔

اس کے علاوہ علم کی کوئی تقسیم درست نہیں ہے، مرد دانا اقبال مرحوم فرما گئے ہیں کہ

دلیل کم نظری ہے قصۂ قدیم وجدید

اسلام نہ کسی علم کا مخالف ہے اور نہ کسی زبان کا مخالف، قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں جن میں ایسے حقائق بیان کیے گئے ہیں، جس کا تعلق علم حیات، علم طبعیات علم حیوانات علم فلکیات اور دیگر سائنسی علوم سے ہے۔ آپ خود غور کیجئے کہ قرآن مجید میں انسان کی تخلیق کا جو مرحلہ وار تذکرہ ہے، نطفہ مزغہ علقہ، خود انسان کی اندرونی کیفیات اور اس کی نفسیات کا جو بار بار تذکرہ ہے، گزشتہ اقوام کے جو واقعات ہیں ان کے مکاں اور مکیں کا جو تذکرہ ہے ان پر ہونے والے عذاب خداوندی کے محل وقوع کی طرف جو اشارے ہیں، چاند و سورج کی گردش اس کے مراحل اور بارش کے برسنے کا جو ذکر ہے اور پہاڑوں آسمانوں اور زمینوں اور ان کے علاوہ چیزوں پر جو غور وفکر دعوت دی گئی ہے، کیا بغیر ان علوم کو جانے ان میں تفکر کا حق ادا کیا جاسکتا ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ مدینہ منورہ میں انصار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھجور کے درختوں میں تابیر نخل کیا کرتے تھے، یعنی نر اور مادہ درخت میں اختلاط کی ایک خاص صورت اختیار کرتے تھے۔ جس سے کھجور کی پیداوار زیادہ ہوتی تھی یا کھجور کا حجم اور سائز میں اضافہ ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے پہل معلوم ہونے پر اسے بے فائدہ اور فضول عمل تصور کرتے ہوئے اس سے منع فرمایا، لیکن جب اس سال پیداوار کم ہوئی اور کھجور کا حجم سائز کم ہوا اور صحابہ کرام نے اس کا ذکر کیا تو آپ نے اپنی رائے پر اصرار نہیں کیا اور آئندہ اس کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے امور کے بارے میں زیادہ واقف ہو۔ انتم اعلم بامور دنیاکم (مسند احمد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غزوات میں منجنیق کا استعمال فرمایا گویا یہ اس زمانے کی توپ تھی۔ جس کے ذریعہ پتھر کی چٹانیں دشمنوں کے قلعوں اور فصیلوں پر پھینکی جاسکتی تھی۔ بنو ثقیف پر جب محاصرہ ہوا تو چونکہ وہ لوگ ماہر تیر انداز تھے، اس موقع پر اس کے حملوں سے بچنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی گاڑیاں تیار کرائیں جس پر اوپر چمڑے کا غلاف ڈالا گیا تاکہ دشمن کے تیر چمڑے میں پھنس کر رہ جائیں۔ اور مجاہدین قلعہ کی فصیل تک پہنچ جائیں۔ جنگی حکمت عملی اور تدبیر کے پیش نظر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر میدان جنگ کی پشت پر پہاڑیوں کو رکھتے ہوئے آگے کی سمت طویل و عریض خندق کھدوائی، جو طریقہ فارس میں رائج تھا۔ یہ عربوں کے لئے بالکل نیا اور انوکھا تجربہ تھا اور اس حسن تدبیر کے نتیجہ میں دشمنان اسلام کی متحدہ قوت ناکام و نامراد واپس ہوئی اور مسلمانوں کا ایسا رعب ہوا کہ دوبارہ اس کی ہمت نہیں ہوئی کہ وہ مدینہ منورہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے۔

اسلام نے نہ صرف علوم سائنس کو قبول کیا بلکہ اس کو رواج دینے کے لیے دولت عباسیہ میں بیت الحکمت کا قیام عمل میں آیا اس کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا ایسی کتابوں کے عربی میں ترجمے ہوئے جس کا تعلق ان علوم و فنون سے تھا۔ اور مسلمان سائنس دانوں نے وہ کارنامے انجام دئے کہ علم وفن کی تاریخ ان کے ذکر کے بغیر

ادھوری رہے گی۔ پہلے جو علماء فارغ ہوکر نکلتے تھے وہ تمام علوم میں ماہر ہوتے تھے۔علم فلکیات علم الجبرا علم الرمل اور علم الطب سے بھی اچھی طرح واقف ہوتے تھے۔

اسی طرح اسلام کسی بھی زبان کا مخالف نہیں ہے، کیونکہ کوئی زبان بھی اچھی اور بری نہیں ہوتی، زبان تو محض اظہار کا ذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ان کی قوم کی زبان دے کر بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ذہین رفیق حضرت زید بن ثابت انصاری کو باضابطہ عبرانی زبان سیکھنے کی ترغیب دی اورانہوں نے کم مدت میں اس کو سیکھا اور اس میں مہارت پیدا کی۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فارسی زبان سے خوب واقف تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بھی کسی قدر فارسی میں گفتگو کر لیتے تھے۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے سورہ فاتحہ کا اور کچھ چھوٹی سورتوں کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا، فارس کے مسلمانوں کے مطالبے پر۔

دار العلوم دیوبند کے قیام کے ابتدائی دنوں میں سنسکرت کو بھی نصاب میں رکھا گیا تھا تاکہ وید کے اندر کیا تعلیمات ہیں اس کا بھی علم رہے اور مسلمان اس سے بھی واقف رہیں۔ حالانکہ اس میں سب سے زیادہ شرکیہ عقائد اور اصطلاحات ہیں۔

اس لیے ضرورت ہے کہ مسلمان علم کے تمام شعبوں میں محنت کریں، اعلی فنی تعلیم کی طرف بھی متوجہ ہوں۔ مختلف زبانوں میں مہارت پیدا کریں تاکہ قرآن وحدیث یعنی دین کی تعلیم اور پیغام ان کی زبانوں میں ان تک پہنچایا جائے۔

غرض اسلام کسی بھی ایسے علم کا مخالف نہیں جو انسانیت کے لیے نافع ہو نہ وہ کسی زبان کا مخالف ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام زبانیں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں،علم نافع کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین عبادت قرار دیا۔(مجمع الزوائد۔ 1 / 120)اور علم کے حصول کو ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ قرار دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی موت کے بعد بھی تین چیزوں کا اجرا سے پہنچتا رہتا ہے،من جملہ ان کے ایک علم ہے جس سے اس کے بعد بھی لوگوں کو نفع پہنچتا رہتا ہے۔

افسوس کہ آج مسلمانوں کے پاس ایسے ادارے نہیں ہیں یا بہت کم ہیں جہاں علوم وفنون کے تمام شعبہ جات قائم ہوں اور مسلمان ہر میدان میں نمایاں مقام حاصل کرے، جو ادارے ہیں بھی وہاں تعلیم خدمت کی نیت سے کم اور تعلیم کے ذریعہ معاش کا حصول ہو یہ مقصد زیادہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہاں کی مہنگی فیس کی وجہ سے بہت سے بچے آگے تعلیم کی ہمت ہی نہیں کرتے۔ ضرورت ہے کہ تعلیمی ادارے کو تجارت کے لئے نہیں بلکہ انسانی خدمت کی نیت سے قائم کئے جائیں اور ملت کے جو ذہین بچے معاش کی وجہ سے تعلیم ترک کرکے ہوٹلوں میں برتن صاف کرتے ہیں، جن کی پیشانیوں سے ذہانت جھلک رہی ہوتی ہے ان کی تعلیم کی فکر کی جائے تاکہ امت مسلمہ کا کوئی فرد ناخواندہ نہ رہے۔۔۔امید کہ ان باتوں پر ہم سب توجہ دیں گے اور اپنی سکت اور بساط بھر ضرور اس میدان میں کام کریں گے۔

وما توفیقی الا باللہ

شیطان کی گرفتاری

سیدہ امامہ حسنی

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ کے فیض صحبت سے ایمان ویقین کے اس درجہ پر پہنچ گئے تھے کہ راندہ درگاہ شیطان سے ان سے گھبراتا تھا اوران پر اس کا بس نہیں چلتا تھا، ذیل کا واقعہ اس کا شاہد ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں حضور ﷺ کے پاس صدقہ کی کچھ کھجوریں آئیں تو میں نے ان کو اپنے بالاخانہ پر رکھدیا، او رجب میں دوسرے دن جاتا تو دیکھتا کہ اس میں کچھ کمی ہوگئی ہے تو میں نے اس کی حضور ﷺ سے شکایت کی ،آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا کام ہے، تم اس کو پکڑو، تو میں اس کی گھاٹ میں بیٹھ گیا، جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو وہ ہاتھی کی صورت میں آیا اور جب دروازے پہنچا تو دروازے کی دراز سے اپنی صورت بدل کر داخل ہوا اور کھجوروں کے قریب آ گیا اور انہیں کھانا شروع کردیا، تو میں نے اس کو گھیر کر پکڑ لیا او رکہا، اے اللہ کے دشمن، أشھد أن لا الہ الا اللہ وأشھد أن محمد اعبدہ ورسولہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، یہ کہہ کر صدقہ کی کھجوریں حاصل کرلیں اور اس سے کہا کہ صحابہ اس کے تجھ سے زیادہ مستحق ہیں، اب میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا، تا کہ وہ تجھ کو سزا سنادیں، تب اس شیطان نے کہا، اب، انہ آوں گا، جب صبح ہوئی تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ،آپ نے فرمایا معاذ تمہارا قیدی کہاں ہے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس نے مجھ سے عہد کیا ہے میں پھر نہیں آوں گا، آپ نے فرمایا کہ وہ پھر آئے گا تو میں نے دوسری رات پھر گھات لگائی وہ پھر آیا، میں نے اس کو پکڑا، پکڑا جانے پر اس نے دوبارہ عہد کیا کہ اب نہ آوں گا، میں نے اس کو چھوڑ دیا ،صبح حضور ﷺ نے فرمایا، معاذ وہ پھر آئے گا، تو میں تیسری رات گھات لگا کر بیٹھ گیا ،شیطان پھر آیا میں نے اس کو پکڑ لیا او رکہا، اے اللہ کے دشمن تو نے مجھ سے دومرتبہ عہد کیا اور پھر تیسری مرتبہ یہ کام کیا ،اب میں تجھے نہیں چھوڑوں گا، حضور ﷺ کے پاس ضرور لے جاؤں گا، اس نے کہا میں شیطان ہوں، بہت بال بچے دار ہوں ،اگر اس کے سوا کوئی دوسری چیز مجھ کو ملتی تو میں تمہارے پاس نہ آتا ،ہم تمہارے اسی شہر میں رہتے تھے کہ تمہارے صاحب مبعوث ہوئے جب آپ پر دو آئتیں اتاری گئیں تو ہم مجبورا مدینہ سے چلے گئے اور نصیبین میں جا کر رہنے لگے، جب وہ آیتیں کسی گھر میں پڑھی جاتی ہیں تو اس میں تین دن تک شیطان نہیں آتا، اگر تم مجھے چھوڑ دو تو وہ آیتیں میں تمہیں سنادوں تو میں چھوڑنے پر تیار ہو گیا، اس نے کہا ایک تو آیت الکرسی دوسری سورہ بقرہ کا آخری حصہ آمن الرسول سے لے کر آخر تک ،چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا

صبح جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سارا واقعہ آپ سے عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا، اس خبیث نے سچ کہا، اگر چہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے ،حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ان آیتوں کو پڑھ دیا، تو پھر کبھی کوئی نقصان نہیں ہوا

سیدہ میمونہ حسنی

اسلام میں عورتوں کی خدمات

اسلام نے عورت کو جو آزادی فکر ونظر عطا کی ،اور اس آزادی کو استعمال کر کے صحابیات نے جو کارنامے انجام دیئے، وہ گزشتہ اقوام کی تاریخ میں نہیں ملتے

اسلامی عہد کے شروع ہونے کے بعد انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی بھی جلیل القدر خدمات ہیں

تعلیم کے میدان میں جہاں حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور ابن مسعود مسند درس پر رونق افروز نظر آتے ہیں، وہیں عورتوں کی نمائندگی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ،ام المومنین حضرت ام سلمہ ،ام المومنین حضرت ام حبیبہ ، ام المومنین حضرت میمونہ ،حضرت ام عطیہ انصاریہ ،ام المومنین حضرت حفصہ ،حضرت اسماء بنت ابی بکر ،ام ہانی تھیں ،اور تابعین کی ایک بڑی تعداد نے ان سے کسب فیض کیا،

عبادات

اسی طرح عبادات میں صحابیات صحابہ کرام سے پیچھے نہیں رہیں، دن بھر کی محنت ومشقت کے بعد بھی سب کام اپنے ہاتھوں کرنا پڑتا تھا، لیکن نہایت ذوق وشوق سے عبادت کرتی تھیں، حضرت زینب نے مسجد میں ایک رسی لٹکا رکھی تھی رات کو نماز پڑھتے پڑھتے جب نیند زور کرتی تو اسی رسی سے لٹک جاتی تھیں تا کہ نیند دور ہو جائے

جہاد

صحابہ کرام کی کرح صحابیات کو بھی جہاد کا بڑا ذوق وشوق تھا، صحابیات کا میدان جہاد میں یہ کام ہوتا تھا مجاہدین کو ہتھیار اٹھا اٹھا کر دیں ،زخمیوں کو او رپیاسوں کو پانی پلائیں ،زخمیوں کی مرہم پٹی کریں ،وہ پوری بہادری سے ان خدمات کو انجام دیتی تھیں

حضرت صفیہ کا ایک یہودی کو قتل کرنے کا واقعہ اپنے اندر نصیحت رکھتا ہے کہ کس طرح انہوں نے جرأت وہمت سے کام لے کر قلعہ سے باہر نکل کر قتل کیا

بدعات کا استیصال

صحابیات کو بدعات سے بڑی نفرت تھی ،اور یہ نفرت حضورﷺ کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھی ،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زمانے میں جب غلاف کعبہ کی ضرورت سے زیادہ تعظیم ہونے لگی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر نکیر کی ،اور اس کو خلاف سنت بتایا

احتساب

رسول اللہ نے ایمان کے تین درجے مقرر کیے، اگر کوئی شخص برائی دیکھے اور ہاتھ سے روکے تو یہ پہلا درجہ ہے، زبان سے روکے تو دوسرا درجہ ، یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے برا سمجھے تو تیسرا اور آخری درجہ ہے، صحابیات اسی پر عمل پیرا تھیں ،حضرت عائشہ ایک گھر میں مہمان اتریں ، میزبان کی دو لڑکیوں کو دیکھا کہ بے چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی تھیں ،تو آپ نے تاکید کی کہ آئندہ کوئی لڑکی بے چادر اوڑھے نماز نہ پڑھے ،رسول اللہﷺ نے یہی فرمایا ہے

مولانا خلیل احمد حسنی ندوی (استاذ مدرسہ ضیاء العلوم، رائے بریلی)

صحابہ کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت یافتہ وہ جماعت ہے جس نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت، خدا کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرلی تھی، ان مبارک حضرات کا تذکرہ قرآن کریم میں جابجا ملتا ہے، کہیں ان کے بارے میں آتا ہے ﴿رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ﴾ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، کہیں ان کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے ﴿ومن یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقا﴾ اور جو لوگ اللہ اور رسول کی پیروی کریں گے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیکوکار، اور یہ کیا ہی خوب ساتھی ہیں، کہیں ان کا ذکر اس طرح آتا ہے، ﴿الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ ا باموالھم وانفسھم اعظم درجة عند اللہ واولئك ھم الفائزون یبشرھم ربھم برحمة منه ورضوان وجنات لھم فیھا نعیم مقیم خالدین فیھاان اللہ عندہ اجر عظیم﴾ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا وہ اللہ کے یہاں سب سے اونچا مقام رکھتے ہیں، اور وہی لوگ کامیاب ہیں، کہیں ان کا تذکرہ محبوب خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا جاتا ہے، (ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنیین) پھر اللہ تعالی نے سکینت اپنے رسول اور مسلمانوں پر اتاری، ﴿محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ،تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا﴾ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں او رجو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ انکاریوں پر زور آور ہیں، آپس میں مہربان ہیں، آپ انہیں رکوع او رسجدے کرتے دیکھیں گے، اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں، ان کی علامتیں سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں، کہیں ان کو جنت کی بشارت یہ کہکر دی جاتی ہے، ﴿وعد اللہ المومنین والمومنات جنت تجری من تحتھا الأنھر خالدین ومساکن طیبة فی جنت عدن ورضوان من اللہ اکبر ذلك ھو الفوز العظیم﴾ اللہ تعالی نے ایمان لانے والے مردوں اور ایمان لانے والی عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کر رکھا ہے، جس کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی، ہمیشہ کے لیے وہ اس میں رہیں گے اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں اچھے اچھے مکانات کا، اور اللہ کی خوشنودی سب سے بڑھ کر ہے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

یہ وہ جماعت ہے جس کو نبی کی صحبت حاصل ہوئی اور اس صحبت سے اس نے بھرپور فائدہ بھی اٹھایا، جس نے اپنا تن، من، دھن سب اللہ کی رضا کے حصول کے لیے، اس کے رسول کی محبت کی خاطر اور اس کے دین کی مدد کے لیے لٹا دیا تھا، یہ وہ جماعت ہے جس کی توجہ کا مرکز اور محبت کا محور صرف ذات نبی تھی ، ان کی زندگیا ں رسول اللہ

ﷺ کی تعلیمات کا عکس جمیل تھیں، یہی وہ صفات تھیں جس نے ان کو آسمان کا چمکتا ہوا وہ ستارا بنا دیا تھا جس سے ان کے بعد کے لوگ روشنی تو حاصل کرتے ہیں مگر اس تک رسائی پانا ان کے لیے ممکن نہیں، صحبت نبی نے ان کو ایمان کی اس لذت سے آشنا کر دیا تھا جو لذت ہزاروں برس کی ریاضت کے بعد بھی حاصل نہیں ہو پاتی، وہ لذت ان کو چند منٹ کی صحبت اور صحبت کے نتیجہ میں محبت سے حاصل ہوگئی تھی، یہی وہ لذت آشنائی تھی جس نے ساحران موسی کو ایسا ایمان نصیب کر دیا تھا کہ انہوں نے فرعون کی دھمکی کے جواب میں کہا ،﴿فاقض ما انت قاض﴾ آپ کو جو فیصلہ کرنا ہو کیجیے، آپ کا فیصلہ تو اس دنیا ہی کی زندگی تک ہے، ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے تا کہ وہ ہماری خطاؤں کو اور آپ نے جس جادو پر ہمیں مجبور کیا اس کو معاف کر دے اور اللہ ہی بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے۔

صحابہ کرام جس چیز میں سب سے زیادہ نمایاں اور ممتاز تھے وہ ان کی فدائیت اور رسول اللہ ﷺ سے ان کی محبت وعقیدت تھی، یہی وجہ تھی کہ جانثاری کے وہ حیران کن واقعات ان سے صادر ہوئے کہ اگر تواتر کے ساتھ وہ واقعات سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں محفوظ نہ ہوتے تو عقل انسانی اس کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتی، ان کی جانثاری کو ان کے سخت ترین دشمنوں او رخون کے پیاسوں نے بھی تسلیم کیا ہے ،صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود ثقفی جن کو قریش نے اپنا قاصد بنا کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صحابہ کی حیرت انگیز عقیدت کا جو منظر دیکھا اس نے ان کے دل پر عجب اثر کیا، قریش سے جا کر کہا، میں نے قیصر وکسری ونجاشی کے دربار دیکھے ہیں لیکن یہ عقیدت اور وارفتگی کہیں نہیں دیکھی، محمد ﷺ بات کرتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے، کوئی شخص ان کی طرف نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا، وہ وضو کرتے ہیں تو جو پانی گرتا ہے اس پر لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں، لعاب دھن عقیدت کیش ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں، اور چہرہ اور جسم پر مل لیتے ہیں۔

اب آیئے چند نمونے پیش کرتے ہیں صحابہ کرام کی محبت وجانثاری کے:

حضرت خبیبؓ جب کافروں کی قید میں تھے، اور سولی کا پھندا ان کے لیے تیار کیا جا چکا تھا، اس وقت ایک سخت دل نے ان کے جگر کو چھیدا اور پوچھا، کہو کیا تم یہ پسند کروگے کہ محمد ﷺ پھنس جائیں او رمیں چھوٹ جاؤں، عاشق رسول نے نہایت جوش سے جواب دیا، خدا جانتا ہے میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر پاؤں گا کہ میری جان بچے اور نبی ﷺ کے پاؤں میں معمولی سا کانٹا بھی چبھے۔

حضرت زید بن الدثنہؓ کو قتل کے لیے حرم سے باہر لایا گیا، اس وقت قریش کے بہت سے لوگ وہاں جمع تھے ،ابو سفیان بھی وہاں موجود تھے ،انہوں نے حضرت زیدؓ سے کہا، زیدؓ! قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم یہ پسند کروگے کہ تم آرام سے اپنے گھر میں گھر والوں کے ساتھ ہو اور تمہاری جگہ محمد ﷺ ہوں؟ انہوں نے تڑپ کر جواب دیا، مجھے تو یہ بھی گوارہ نہیں کہ میں اپنے گھر میں آرام سے ہوں اور محمد ﷺ کو ایک کانٹا بھی چبھے، ابو سفیانؓ نے اس پر کہا: ما رأیت من الناس أحدا یحب احدا کحب أصحاب محمد محمدا (میں نے کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محبت محمد ﷺ کے ساتھی محمد ﷺ سے کرتے ہیں۔

غزوہ احد میں حضرت ابو دجانہؓ نے اپنی پیٹھ کو آپ ﷺ پر جھکا کر ڈھال بنا دیا تھا، تیر ان کی پیٹھ پر لگ رہے تھے ،او روہ بے حس وحرکت کھڑے تھے ،اسی موقع پر زور شور کا حملہ کافروں کی جانب سے ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا،

کون ان کو پیچھے ڈھکیلتا ہے ،اور جنت لیتا ہے ، سات انصاری کھڑے تھے ، ایک ایک آدمی باری باری بڑھتا رہا او رآپ ﷺ یہی فرماتے رہے ،ساتوں اسی جگہ کام آگئے ،حضرت طلحہؓ نے اپنے ہاتھ سے سپر کا کام لیا اور حضور ﷺ کی جانب آنے والے تیر اپنے ہاتھ پر روکے ، یہ ہاتھ ہمیشہ کے لیے شل ہوگیا تھا ،حضرت ابوطلحہؓ جو مشہور تیر انداز تھے انہوں نے سپر حضور کے چہرہ پر اوٹ کرلیا تھا کہ آپ ﷺ پر کوئی وار نہ آنے پائے ،آپ ﷺ کبھی گردن اٹھا کر دشمنوں کی فوج کی طرف دیکھتے تو یہ عرض کرتے ، آپ گردن نہ اٹھائیں ،ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر آکر لگ جائے ، یہ میرا سینہ سامنے ہے ،اسی موقع پر ایک دفعہ پھر کافروں کی جانب سے ہجوم ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا ،کون مجھ پر جان دیتا ہے ، زیاد بن سکنؓ پانچ انصاری لے کر اس خدمت کے ادا کرنے کے لیے بڑھے اور ایک ایک نے جانبازی سے لڑکر اپنی جانیں فدا کردیں ،زیادؓ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کا لاشہ قریب لاؤ ،لوگ اٹھا کر لائے ، کچھ کچھ جان باقی تھی ،قدموں پر سر رکھدیا ،اور اسی حالت میں جان دی ،ایک شاعر نے اس منظر کو اپنے شعر میں یوں بیان کیا ہے ۔

سر بوقت ذبح اپنا اس کے زیر پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

ایک خاتون جن کے باپ ، بھائی اور شوہر سب اسی معرکہ میں شہید ہوگئے تھے ،لیکن انہوں نے ان میں سے کسی کے بارے میں کچھ نہ پوچھا ،البتہ حضور ﷺ کے بارے میں ہر ایک سے پوچھتی رہیں کہ آپ ﷺ کیسے ہیں ؟سب کی طرف سے یہی جواب ملا :حضور اکرم ﷺ خیریت سے ہیں ،لیکن ان خاتون نے کہا :جب تک میں اپنی آنکھوں سے آپ ﷺ کو نہ دیکھ لوں گی مجھے چین نہیں آئے گا ،ان کی بیقرار دیکھ کر ان کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا جب انہوں نے اپنی آنکھوں سے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ تاریخی جملہ کہا جس کو تاریخ آج تک نہ بھلاسکی ہے اور نہ کبھی بھلاسکے گی ،انہوں نے کہا: كل مصيبة بعدك جلل يا رسول الله (آپ ﷺ کے بعد ہر مصیبت ہلکی ہے اے اللہ کے رسول ﷺ ۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطابؓ نے حضور ﷺ سے کہا :اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ ہم کو ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے اپنی ذات کے ،تو نبی کریم ﷺ نے کہا :نہیں !جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس وقت تک تمہارا ایمان معتبر نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں تم کو تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں ،حضرت عمرؓ نے کہا :بس !خدا کی قسم مجھ کو آپ ﷺ اپنی ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا :اب ٹھیک ہے اے عمر۔

حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کی محبت کیسی تھی ؟حضرت علیؓ نے کہا :خدا کی قسم !آپ ﷺ ہم کو ہمارے مال ودولت ،ماں باپ ،بیوی بچوں سے زیادہ محبوب تھے۔

یہ چند واقعات ہیں ،ورنہ اس جماعت کا تو ہر فرد حب نبی ﷺ میں اس بلندی پر کھڑا نظر آتا ہے جہاں تک صرف صحابہ کرام ہی کی خصوصیت ہے ،حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد ہے ،آپ ﷺ کے صحابہ اس امت میں سب سے بہترین لوگ ہیں ،صاف دل اور علم میں گیرائی رکھنے والے اور تکلف سے دور رہنے والے ،یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کے لیے اور دین کو بعد والوں تک منتقل کرنے کے لیے چن لیا تھا ،ان کے اخلاق اور ان کے طریقے کو اپناؤ ،یہ محمد ﷺ کے ساتھی ہیں ،او رصحیح راستہ پر ہیں ۔

مولانا محمد امین حسنی ندوی (رفیق-دارعرفات، رائے بریلی)

غلو اور انتہاء پسندی

اسلام سے زیادہ کسی بھی مذہب نے انتہا پسندی، غلو، افراط وتفریط کے تعلق سے اتنے سخت احکامات نہیں دیے۔ اسلام نے اس کے تعلق سے سخت ترین ہدایات دیں اور اس کو ناپسند کیا اور صاف طور پر یہ اعلان کردیا کہ ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (دین میں کوئی زور زبردستی نہیں) دوسری طرف "اَلدِّيْنُ يُسْرٌ" (دین بہت آسان ہے) کہہ کر بات صاف کردی۔

قرآن مجید نے اہل کتاب کے بارے میں یہ بتادیا کہ وہ اپنے دین میں بغیر سچائی کے غلو کرتے ہیں اور رہبانیت اختیار کرتے ہیں یا رہبانیت پسند کرلی اور دنیا اور دنیا کی لذتوں کو چھوڑنا پسند کرلیا تھا جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ﴾ (المائدة: ٧٧) (آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو مت کرو)

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ." (مسند أحمد) (دین میں غلو سے بچو تم سے پہلے جو ہلاک ہوئے وہ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔)

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: "إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ" (دین کے معاملہ میں غلو کرنے سے محتاط رہو۔)

یہ عام ہے اور ہر طرح کا غلو اس میں شامل ہے، چاہے وہ اعتقادی ہو یا عملی اور غلو کا مطلب حد سے تجاوز کرنا ہے عیسائی اعتقادی اور عملی طور پر غلو میں سب سے آگے تھے۔

آپ ﷺ نے غلو اور انتہا پسندی کرنے والوں کے لیے نقصان دہ انجام اور دین ودنیا میں خسارہ کا ذکر کیا ہے، ارشاد ہے:

"هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ" (غلو کرنے والے ہلاک ہوگئے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین مرتبہ کہا۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اقوال وافعال میں حد سے تجاوز کرنے والے۔

اسی لیے اسلام نے وسطیت کی دعوت دی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطاً لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْداً﴾ (البقرة: ١٤٣)

(ہم نے تم کو ایک درمیانی امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔)... (بقیہ: صفحہ/٣٦ پر)

سعید احمد حسنی ندوی

تسلیم ورضا
دنیا وآخرت کی کامیابی

جمعہ کا دن فضیلت کا ہے، رمضان کا مہینہ برکت کا، عید الفطر کا دن خوشیوں کا ہے، اور عید الأضحیٰ کا دن قربانی کا، عید الفطر سے پہلے رمضان کے مبارک مہینہ میں کچھ پابندیاں لگتی ہیں، کچھ چیزیں ممنوع قرار دی جاتی ہیں، بھوک و پیاس کی سختی برداشت کی جاتی ہے، بعض جائز فطری خواہشات پر روک لگائی جاتی ہے، عید الفطر کا چاند نکلتا ہے تو لگی ہوئی پابندیاں اٹھالی جاتی ہیں، ممنوعہ چیزیں استعمال میں آنے لگتی ہیں، جن کاموں کے کرنے پر کل کفارہ لازم آتا تھا، آج انہی کاموں کو انجام دینے میں ثواب ملنے لگتا ہے، بشرطیکہ نیت صحیح ہو اور مطلوب رضائے الٰہی، گویا کہ رمضان اور عید انسان کی دنیوی واخروی زندگی کا ایک نمونہ ہے، رمضان اس کی دنیوی زندگی ہے، اور عید اس کی اخروی، جس کا رمضان حدود کی رعایت اور قیود کی پابندی کرتے ہوئے گزرتا ہے، اس کی عید خوشی کی عید ہوتی ہے، بہار کی عید ہوتی ہے، کامیابی وشادمانی کی عید ہوتی ہے

اسی طرح جس نے دنیا میں شرعی احکامات کے مطابق اپنی زندگی گزاری محرمات سے بچتا رہا، نفس کے تقاضوں کو دباتا رہا، تو آخرت میں وہ ایک کامیاب زندگی گزارے گا، وہاں اس پر کوئی پابندی ہوگی اور نہ کوئی چیز اس کے لیے ممنوع، ہر نعمت اس کو میسر ہوگی، اور کوشش سے نہیں صرف دل کے خیال سے اس کو وہ حاصل ہوگی

عید الاضحیٰ کا دن قربانی کا دن ہے، جو ہزاروں سال پہلے پیش آئے اطاعت وفرمانبرداری کے ایک ناقابل یقین واقعہ کی یاد کے طور پر ہر سال منایا جاتا ہے، اور اس کا مقصد صرف ماضی کی ایک یاد تازہ کرنا نہیں بلکہ اپنی اخروی زندگی کو کامیاب بنانے کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے پر اپنے کو تیار کرنا ہے، کیوں کہ اسلام میں کوئی عمل ایسا نہیں جس کا تعلق صرف ماضی سے ہو اور مستقبل پر اس کے اثرات نہ پڑتے ہوں، یہی حال عید الاضحیٰ کا بھی ہے، اس میں آپ کی چھری چلتی ہے بظاہر ایک جانور پر، لیکن اگر آپ اس وقت تصور کریں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا، بیٹے کی قربانی کا، جس کی یاد تازہ کرنے کے لیے آپ یہ چھری چلا رہے ہیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ آپ کی چھری کسی جانور پر نہیں بلکہ آپ کے لخت جگر کی گردن پر چل رہی ہے، جو لوگ اس تصور کے ساتھ جانور پر چھری چلاتے ہیں، درحقیقت وہی اپنے رب کے حضور حقیقی قربانی پیش کرتے ہیں، اور یہی وہ حضرات ہیں جن کے ایمان کے راستہ میں نہ تو خواہشات حائل ہوتی ہیں، نہ عادات، نہ ماحول اور نہ رسم ورواج ان کی راہ میں جو چیز بھی آڑے آتی ہے، بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ان کی چھری اس پر چل جاتی ہے، نہ کسی کی محبت ان کا ہاتھ روکتی ہے، اور نہ کسی کا ڈر او رخوف، او راس طرح وہ شیطان کے بچھائے ہوئے جال کو کاٹتے ہوئے اس کی کھڑی کی ہوئی رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے اپنے پروردگار سے قریب سے قریب تر ہوجاتے ہیں، تا آنکہ وہ وقت بھی آجاتا ہے کہ جب وہ اپنی ان قربانیوں کا صلہ پاتے ہوئے اپنے رب کے دیدار کا شرف حاصل کرتے ہیں، کاش قربانی کرتے وقت ہمارے ذہنوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا تصور ہو، اور ہمارے دلوں میں نفس اور نفس کے تقاضوں کی قربانی کا عزم اور اپنے رب کی اطاعت وفرماں برداری کا سچا جذبہ ہوتا کہ ہماری یہ قربانی حقیقی قربانی بن سکے، او ربارگاہ رب العزت میں مقبول ہوسکے

محترمہ آمنہ حافظ عمران

امت مسلمہ کی شہزادیوں کو چاند نہیں سورج بن کر رہنا چاہیے

میری پیاری بہنو!

آپ کے اندر فقط چاند کی ٹھنڈک نہیں بلکہ سورج کی تمازت و تپش بھی ہونی چاہیے جسے ہر کوئی سر اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ کرسکے، اگر کرے بھی تو ان کو یہ خیال آئے کہ کہیں اس کی تمازت سے جھلس نہ جائیں، اگر آپ کے اندر فقط چاند کی طرح چمک ہوگی تو اس کے جانب ہر کس و ناکس کا دل جائے گا اور پاک و میلی نگاہیں اٹھیں گی اس لئے اپنے کو سورج و چاند دونوں کی صفات سے متصف کریں،

اے اسلام کی شہزادیوں

یہ میں اس لیے کہ رہی ہوں کہ آپ جیسی باعزت بہنوں کو کوئی غیر محرم اور عام شخص دیکھ کر محفوظ نہ ہوں، آپ جیسے باعزت و باہمت باغیرت بہن اور شہزادی کو صرف وہی دیکھ سکے جس کو شریعت اسلامیہ نے حلال وجائز کیا ہے آپ پیاری بہنیں اماں عائشہ صدیقہ وخدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہم کی ایسی غیور بیٹیاں ہیں کہ جسکی روشنی میں ایسی حدت ہونی چاہیے کہ کوئی میلی نگاہیں ڈالنے کے لئے سو مرتبہ سوچے۔ آپ کے اندر ایسی تپش ہو کہ جب آپ بولیں تو آپ کی لہجے کی کڑک سے غیر محرم شخص تھرا جائے۔

پیاری بہنوں آپ امت مسلمہ کی باعزت شہزادی ہیں، اور آپ سب کے لئے قابل فخر کی بات ہے کہ آپ اماں عائشہ وخدیجہ کبری رضی اللہ عنہم کی باعزت و باہمت بیٹیاں ہیں۔۔ آپ فخر کریں ماں اور بیٹی اور بہن ہونے پر کہ آپ کا سرا اسلام کی ایسے باغیرت و باہمت خواتین سے ملتا ہے ہے۔!!

اے ماؤں بہنوں بیٹیوں

اپنی قدر کیئے اپنے کو پہچانیے کہ آپ کیا ہیں؟ آپ کا مرتبہ کیا ہے؟ اپنی عزت و قدر خود کرنا سیکھیے، پھر دیکھیے کہ سماج و معاشرے کا رنگ کیسے بدلتا ہے؟ اور سکون و اطمینان سے زندگیاں کیسے گزرتی ہیں؟ کاش کہ ہماری بہنیں اپنے مقام کو پہچان لیں!!!!!

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

بچوں کی قصص الانبیاء

از: مخدومہ امۃ اللہ تسنیم مرحومہ

چار حصوں پر مشتمل اس کتاب میں بچوں کی آسان زبان میں نبیوں کے حالات لکھے گئے ہیں، صرف قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں اس کتاب کے بارے میں مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریابادی تحریر فرماتے ہیں:

”ان سے چھوٹے بھائی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتاب قصص الانبیاء للاطفال اب نہ کسی تعریف کی محتاج ہے نہ تعارف کی، سلیس وشستہ عربی میں پیغمبروں کے سچے سبق آموز پر ہدایت حالات لڑکوں اور بوڑھوں سب کے پڑھنے کے قابل ان کی بہن صاحبہ نے یہ کیا کہ انہیں مطالب کو اردو میں منتقل کردیا، کتاب ترجمہ نہیں ترجمہ سے کچھ بڑھ کر ہے زبان کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں، جو لڑکے لڑکیاں اس کو پڑھیں گے وہ ساتھ ساتھ اردو زبان سیکھتے جائیں گے۔“

حصہ اوّل : حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام

حصہ دوم : حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام۔

حصہ سوم : حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

حصہ چہارم : حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام

ناشر: مکتبہ اسلام امین آباد گوئن روڈ، لکھنؤ

MAKTABA-E-ISLAM

177/41, Rauf Market, Gwynne Road, Lucknow - 226018 (U.P.) INDIA

: 9415912042, 9453949221 : maktabaeislam@gmail.com

Maulana Mohammad Sani Hasani
Memorial Educational Society
P. Box No.-48, Dairah Shah Alamullah
Takia Kalan, Raebareli (U.P.)

مولانا محمد ثانی حسنی میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی
پوسٹ بکس نمبر۴۸
دائرہ شاہ علم اللہ تکیہ کلاں، رائے بریلی۔۲۲۹۰۰۱

Under Management of
Maulana Mohammad Sani Hasani
Memorial Educational Society

Jamia Ummul Momeneen
Aisha-Lil Banat
Affiliated : Darul Uloom Nadwatul Ulama, lko
Bara Kuwan, Rae Bareli

Madarsa Syed Ahmad Shaheed
Affiliated : Darul Uloom Nadwatul Ulama, lko
Takiya Kalan, Rae Bareli

Safia Bano Memorial Girls
Junior High School
Takiya Kot, Rae Bareli

Maulana Ali Miyan
Rifahi Hospital
Qila Bazar, Rae Bareli

Evan-e-Fareedi
(Musafir Khana)
Alimyan Chowk,
(Kaharon Ka Adda), Rae Bareli

مولانا محمد ثانی حسنی میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی

کا قیام ۹ررمضان المبارک ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۰رجون ۱۹۸۲ء کو حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اور سوسائٹی شروع ہی سے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے زیر سرپرستی اپنی خدمات انجام دے رہی ہے۔

سوسائٹی کے اغراض و مقاصد: مسلمانوں میں دینی وعصری تعلیم کا فروغ، اسلامی افکار ونظریات کا فروغ اور اس کی اشاعت، دینی شعور کو بیدار کرنا اور ایسے تعلیمی ادارے قائم کرنا جو مسلمانوں کو دینی ودنیاوی میدانوں میں ترقی کرنے اور ان کو ایک مفید عام شہری بنانے میں مددگار ثابت ہوں۔

سوسائٹی کے زیر انتظام ادارے: (۱) جامعہ ام المومنین عائشۃ الاسلامیہ للبنات، رائے بریلی (۲) محمد ثانی حسنی لائبریری رائے بریلی (۳) مدرسہ سید احمد شہید تکیہ کلاں رائے بریلی (۴) ایوان فریدی (مسافر خانہ) رائے بریلی (۵) صفیہ بانو گرلس اسکول (۶) مولانا علی میاں رفاہی اسپتال۔ ان کے علاوہ سوسائٹی مختلف جگہوں پر رفاہی کام انجام دے رہی ہے۔

آئندہ کے منصوبے

ملت ہاسٹل: مسلمان طلباء اور نوجوانوں کی ذہنی وجسمانی تربیت تاکہ وہ صحیح اسلامی خطوط پر رہیں اور فاسد ماحول سے محفوظ رہ سکیں۔

اسلامک اسکولوں کا قیام: مختلف علاقوں میں ارتداد کی ایک لہر ہے جس کے تدارک کے لئے ضروری ہے کہ اسلامک اسکولوں کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ وہاں ہر مکتبہ فکر کے بچے اپنے اسلامی تشخص کو دنیاوی تعلیم کے ساتھ باقی رکھ سکیں۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سوسائٹی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”مولانا محمد ثانی حسنی میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی ہمارے شہر رائے بریلی کی ایک معروف سوسائٹی ہے جو تعلیمی، ثقافتی اور دعوتی میدان میں ایک عرصے سے نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے اس کے افراد صحیح عقیدہ کے حامل تعمیری ذہن کے مالک اور دعوت اسلامی کا جذبہ رکھنے والے ہیں، میں نے سوسائٹی کے کاموں کو قریب سے دیکھا اور پسند کیا ہے، سوسائٹی اس بات کی بخوبی مستحق ہے کہ اہل خیر اس کے ساتھ مالی تعاون کریں، مجھے امید ہے کہ سوسائٹی آئندہ اور مفید ثابت ہوگی اور اس کو استحکام اور قوت نصیب ہوگی۔“

Address :
Maulana Mohammad Sani Hasani
Memorial Educational Sosiety
P. Box No.-48, Dairah Shah Alamullah
Takia Kalan, Rae Bareli (U.P.)

مولانا سید جعفر مسعود حسنی صاحب
جنرل سکریٹری
موبائل: 9115317670

کچھ اہم و مفید مطبوعات

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ:

کاروانِ زندگی حصہ اول	260
کاروانِ زندگی حصہ دوم	350
کاروانِ زندگی حصہ سوم	220
کاروانِ زندگی حصہ چہارم	350
کاروانِ زندگی حصہ پنجم	200
کاروانِ زندگی حصہ ششم	240
کاروانِ زندگی حصہ ہفتم (مع ضمیمہ)	275
کاروانِ زندگی مکمل سیٹ	1895
مطالعہ قرآن کے اصول ومبادی	150
ارکان اربعہ	300
خواتین اور دین کی خدمت	100
کاروان ایمان وعزیمت	150
دعائیں	40
سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ	300
سوانح مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ	280
نبی رحمت (ﷺ)	450
سیرت سید احمد شہیدؒ (دو جلدیں)	800
تاریخ دعوت وعزیمت (پانچ جلدیں)	1650
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر	280
اپنے گھر سے بیت اللہ تک	80
اصلاحیات	90
تذکرہ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ	70

از حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی:

رہبر انسانیت	450
قرآن مجید انسانی زندگی کا رہبر کامل	260
دو مہینے امریکا میں	300
جزیرۃ العرب	250
حج ومقامات حج	90
امت مسلمہ رہبر اور مثالی امت	110
سماج کی تعلیم وتربیت	130
یادوں کے چراغ	250

از حضرت سید مولانا محمد ثانی حسنیؒ:

سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ	300
مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ	40
زبان کی نیکیاں	.....
مجدد الف ثانیؒ	10
گلدستۂ حمد وسلام	15
خانوادۂ علم اللہی	250
میزاب رحمت	150
سوانح مولانا سید محمد الحسنیؒ	250

از مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی:

تذکرہ صحابیاتؓ	140
تذکرہ حضرت سید احمد شہیدؒ	150
مکتوبات مولانا ابوالحسن علی ندویؒ (اول)	250
مکتوبات مولانا ابوالحسن علی ندویؒ (دوم)	350
〃 〃 (سوم)	300
〃 〃 (چہارم)	400
〃 〃 (پنجم)	350
سیرت امہات المؤمنینؓ	140

از مولانا سید محمد الحسنیؒ:

تذکرہ حضرت سید شاہ علم اللہؒ	150

از محترمہ امۃ اللہ تسنیم مرحومہ:

زاد سفر مکمل	620
باب کرم	12
بچوں کی قصص الانبیاء (اول)	80
بچوں کی قصص الانبیاء (دوم)	70
بچوں کی قصص الانبیاء (سوم)	80
بچوں کی قصص الانبیاء (چہارم)	60
ہمارے حضور (ﷺ) (اردو)	80
ہمارے حضور (ﷺ) (ہندی)	80
مناجات ہاتف	20
دیار حبیب (ﷺ)	5

از مخدومہ خیر النساء بہترؒ:

حسن معاشرت	65
کلید باب رحمت	25
ذائقہ	70
ذکر خیر	80

از مولانا حکیم سید عبدالحی حسنیؒ:

تعلیم الاسلام	60
نور الایمان	18

از مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ:

نماز سمجھ کر پڑھیے	25

از مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی:

نظام تعلیم وتربیت	100
محسن انسانیت	60

از دیگر مصنفین:

بشریت انبیاء (مولانا عبدالماجد دریابادیؒ)	90
سیرت صدیقؓ (مولانا حبیب الرحمٰن شیروانیؒ)	.....
عربی میں نعتیہ کلام (ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ)	150
امت مسلمہ کی مائیں (مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ)	80
رسول کی صاحبزادیاں (مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ)	50
اعمال قرآنی (مولانا اشرف علی تھانویؒ)	30
مثالی حکمراں (مولانا عبدالسلام قدوائیؒ)	50
عربی زبان کے دس سبق 〃	20
خلافت راشدہ (مولانا غلام رسول مہرؒ)	40
خلافت بنی امیہ 〃	45
خلافت عباسیہ 〃	28
بہشتی ثمر (اول) (مولانا عیسیٰ صاحبؒ)	80
بہشتی ثمر (دوم) 〃	45
تعلیم القرآن (مولانا اویس نگرامی ندویؒ)	90
بکھرے موتی (مولانا نیاز احمد بستویؒ)	25
کتاب النحو (حافظ عبدالرحمٰن امرتسریؒ)	80
کتاب الصرف (حافظ عبدالرحمٰن امرتسریؒ)	70
ہدایۃ النحو (سراج الدین عثمانی اودھی)	75
کلیلہ ودمنہ	90

Postal Regd. No. LW/NP-184/2024-26 R. N. 2416/57
Posting Date: 02,03 Publish Date 2nd Week of the Month (Pages.44)
Dispatch P.O. R,M,S, Charbagh Lucknow
Monthly
RIZWAN
Rs. 30
172/54 Mohammad Ali Lane Gwynne Road Lucknow. Pin.226018
9415911511 | 9794498983 website: rizwanmagazine.in
March 2024